بسم اللہ الرحمن الرحیم

حافظ ابوبکر صاحب کا راقم کی تحریر ''محترم حافظ ابوبکر صاحب کی ایک روایت کا تحقیقی جائزہ'' پر کیے گئے تبصرے کا جواب

راقم: ابو محمد خرم شہزاد

ہم نے 25 ستمبر 2019ء ایک تحریر ''محترم حافظ ابوبکر صاحب کی ایک روایت کا تحقیقی جائزہ'' لکھی تھی۔ ہماری اس تحریر پر حافظ ابوبکر صاحب نے تبصرہ لکھا جس میں موصوف ہمارے پیش کردہ دلائل کا جواب تو نہیں دے سکے لیکن اپنے اس تبصرے میں کچھ نئے ہی گل کھلائے ہیں جس کا ہم ترتیب وار جائزہ پیش کر رہے ہیں ملاحظہ فرمائیں۔

اعتراض نمبر 1: حافظ ابوبکر صاحب لکھتے ہیں:

میری بھیجی ہوئی تحریر نقل کرتے ہوئے خرم شہزاد صاحب نے کچھ غلطیاں کی ہیں جن سے میں بری ہوں کسی کی طرف ایسی غلطیاں منسوب کر دینا جو اس نے کیں ہی نہیں یہ بھی اس کے لیے جھوٹا عیب بنتا ہے چونکہ میں عالم تو نہیں ہوں بلکہ اساتذہ کا خادم اور طالب علم ہوں لیکن میں ان غلطیوں سے بری ہوں اور وہ خرم صاحب کی اپنی کمزوریاں ہیں جن میں سے استادوں سے کسب نہ کرنا وغیرہ وغیرہ۔

سب سے پہلے میری بھیجی ہوئی حدیث نقل کرتے ہوئے حدیث کی سند لکھتے ہیں۔

قال ابن ابی شیة:

یہ ابی شیۃ میں نے نہیں لکھا۔ میں نے تو ابی شیبۃ لکھا تھا۔ یہ شیخ صاحب نے ہی لکھا ہے۔

جواب نمبر 1:

موصوف کے ذکر کردہ تبصرے کے درج ذیل جوابات ہیں ملاحظہ فرمائیں:

حافظ ابوبکر صاحب کا یہ کہنا: قال ابن ابی شیة"

یہ ابی شیۃ میں نے نہیں لکھا، میں نے تو ابی شیبۃ لکھا تھا یہ شیخ صاحب نے ہی لکھا ہے۔"

موصوف اگر درج بالا بات لکھنے سے پہلے کسی قریبی اہل علم سے پوچھ لیتے تو ان کو علم ہو جاتا کہ یہ غلطی کمپوزر کی ہے۔ ہمارے ہاتھ سے لکھے ہوئے مسودے میں یہ غلطی نہیں ہے اس تحریر کے ساتھ پہلی تحریر کے اس صفحہ کی فوٹو بطور ثبوت سینڈ کر رہا ہوں۔

اہل علم یہ بات بخوبی جانتے ہیں کسی بھی تحریر یا کتاب کی کمپوزنگ کا یہ اصول ہے کہ کمپوزر پہلے دو پروف پڑھنے کے لیے دیتا ہے تاکہ کوئی غلطی نہ رہے پھر تیسرا آخری پروف نکال کر دیتا ہے لیکن پہلی تحریر میں ہم نے کمپوزر سے کوئی پروف بھی پڑھنے کے لیے نہیں لیا، جو غلطیاں تھیں وہ وہی کمپوزر کے پاس بیٹھ کر کمپیوٹر سے دیکھ کر درست کر لی اور فائنل پروف لے کر گھر آ گیا اور اس پہلی تحریر کی جو پی۔ڈی۔ایف، بنوائی تھی۔

وہ گروپ میں سینڈ کر دی اور اگلے دن جب ہم نے وہ فائنل پروف پڑھا تو اس میں یہ غلطی ہی نہیں بلکہ کمپوزنگ کی دس (10) سے اوپر غلطیاں تھیں جسے دیکھ کر ہم نے یہ پختہ عزم کر لیا کہ آئندہ یہ طریقہ کار نہیں اپنانا۔ ان شاء اللہ۔ بہرحال یہ تفصیل بتانا ضروری تھی تا کہ قارئین کرام کو اصل حقیقت سے آگاہی ہو سکے۔

لیکن حافظ ابوبکر صاحب نے کمپوزر کی غلطی کو ہماری غلطی بنا دیا اور خود اسی عبارت میں ایک غلطی کر گئے۔ وہ یہ ہے:

''یہ شیخ صاحب نے ہی لکھا ہے۔'' یہاں موصوف نے لکھنا تھا ''یہ خرم صاحب نے ہی لکھا ہے۔''

موصوف نے مجھ جیسے طالب علم کو ''شیخ'' کا درجہ دے دیا۔ اللہ اکبر

لیکن میں دین کا ادنیٰ سا طالب علم ہوں اور یہ اللہ تعالیٰ کی توفیق اور فضل ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھ جیسے طالب علم سے دین کا کام لے رہا ہے۔ الحمد للہ

(بلکہ بعد میں صمصام صاحب نے دوبارہ یہی مضمون کمپوزر سے ٹائپ کروا کر گروپ میں سینڈ کیا ہے اس میں بھی یہ غلطی موجود ہے۔)

اعتراض نمبر 2: حافظ ابوبکر صاحب لکھتے ہیں:

خرم صاحب نے شیخ البانی رحمہ اللہ کی کتاب سے عبارت نقل کی جس کے چند الفاظ کی تبدیلی سے شیخ البانی رحمہ اللہ بالکل بری ہیں یہ ان کی اپنی غلطیاں ہیں.....

''الرجل المزنی هذا یحتمل عندی انی یکون''

(یہاں انی نہیں ان یکون ہے.....)

بکر بن ..... المزنی یہ جو میں نے خالی جگہ چھوڑی ہے ادھر عبداللہ کی بجائے صرف عبد کے بغیر لکھا گیا تھا.....

یقیناً یہ آپ سے جلد بازی میں سہوا ہو گیا ہے اور اللہ تعالیٰ سے استغفار ضرور کیجئے گا۔

ذرا سوچ سمجھ کر لکھا کریں۔

جواب نمبر 2:

یہاں بھی موصوف نے وہی گل کھلایا ہے کہ

''انی یکون'' اور ''بکر بن ـــــ المزنی''

اللہ تعالیٰ کی توفیق سے ہم سے جلد بازی میں سہواً ایسا نہیں ہوا۔ ہمارے ہاتھ سے لکھے ہوئے مسودے میں یہ دونوں غلطیاں نہیں ہیں اس تحریر کے ساتھ پہلی تحریر کے اس صفحہ کی فوٹو بطور ثبوت سینڈ کر رہا ہوں۔

ہمیں مزید اس کی تفصیل میں جانے کی ضرورت نہیں کیونکہ جواب نمبر 1 میں ہم اس کی وضاحت کر چکے ہیں یہ کمپوزر کی غلطیاں ہیں لہٰذا جواب نمبر 1 دوبارہ پڑھ لیں۔

اعتراض نمبر 3: حافظ ابوبکر صاحب لکھتے ہیں:

(خرم شہزاد) کہتے ہیں کہ ابو الاشہب کو جعفر بن حیان کہنا شیخ البانی رحمہ اللہ کی غلطی ہے اور ان کو یہ غلطی غالباً امام مزی رحمہ اللہ کی وجہ سے لگی ہے.....

امام مزی رحمہ اللہ نے تہذیب الکمال میں بکر بن عبداللہ المزنی رحمہ اللہ کے شاگردوں میں ابوالاشھب جعفر بن حیان کا ذکر کیا ہے جب کہ یہ امام مزی رحمہ اللہ کی خطا یا

غلطی ہے.....

خرم شہزاد صاحب! یہ غلطی الطبقات الکبیر میں محمد بن سعد رحمہ اللہ نے بھی کی ہے۔

(طبقات ابن سعد جلد 9 صفحه 210)

میں موجود ہے۔(قال عمرو بن عاصم قال حدثنا ابو الاشهب قال سمعت بكر بن عبدالله المزنی) کیا یہاں شاگردی ثابت نہیں ہوتی کیا محمد بن سعد رحمہ اللہ کو بھی غلطی لگی ہے۔

دوسرا حوالہ (تاریخ الاسلام جلد 4 صفحہ 551)

علامہ ذہبی رحمہ اللہ نے ابو الاشھب جعفر بن حیان کے اساتذہ میں بکر بن عبداللہ المزنی کو لکھا ہے۔

حوالہ نمبر 3 سیر اعلام النبلاء جزء 7 صفحہ 286 میں بھی بکر بن عبداللہ المزنی رحمہ اللہ کو ابو الاشھب جعفر بن حیان کے اساتذہ میں شمار کیا ہے۔ یہ بھی خطا یا غلطی ہے۔

جواب نمبر 3:

درج بالا عبارت کی تفصیل پیش خدمت ہے۔

اول:..... اللہ کی توفیق سے اس بات کو ہم تسلیم کرتے ہیں کہ طبقات ابن سعد والی روایت کی سند میں ابو الاشھب جعفر بن حیان ہے اور اس کا استاد بکر بن عبداللہ المزنی ہے۔

لیکن موصوف نے یہاں ڈنڈی ماری ہے کیونکہ طبقات ابن سعد والی روایت کی سند و متن اور مصنف ابن ابی شیبۃ (اور دیگر کتب) والی

روایت کی سند ومتن مختلف ہے۔

علاوہ ازیں طبقات ابن سعد والی روایت کی سند کا راوی ابو الاشھب اور مصنف ابن ابی شیبۃ (اور دیگر کتب) کا راوی ابو الاشھب مختلف ہے۔جس کی تفصیل ان شاء اللہ آگے آئے گی۔

دوم:.....اس بات کی وضاحت بھی کرنا چاہتے ہیں ہم نے ساتھ یہ بھی لکھا ہے ان (شیخ البانی رحمہ اللہ) کو یہ غلطی ''غالبًا'' امام مزی رحمہ اللہ کی وجہ سے لگی ہے اور موصوف کو اس بات کا بخوبی علم ہوگا کہ ''غالبًا'' جس عبارت میں آئے اس کا کیا مطلب ہوتا ہے۔

سوم:..... ہماری سابقہ تحریر کا صفحہ ''5'' پڑھ لیں ہم نے لکھا ہے۔

''جب کہ یہ امام مزی رحمہ اللہ کی خطا یا وہم ہے۔''

اور موصوف نے لکھا ہے:

''جب کہ یہ امام مزی رحمہ اللہ کی خطا یا غلطی ہے۔''

موصوف اپنی لکھی ہوئی عبارت ''خطا یا غلطی'' پر خود ہی غور کریں۔

چھارم:..... ہماری سابقہ تحریر کے صفحہ ''5'' پر ہم نے جہاں یہ عبارت

''جب کہ یہ امام مزی رحمہ اللہ کی خطا یا وہم ہے۔'' ختم کی ہے اس کے بعد لکھا ہے ''**واللّٰہ اعلم بالصواب**''جس کا ذکر موصوف نے نہیں کیا اور موصوف کو اس بات کا بخوبی علم ہے کہ ''**واللّٰہ اعلم بالصواب**''کا کیا مطلب ہے۔

اور ہم بالکل نہیں کہیں گے کہ موصوف نے یہ عبارت ''**واللّٰہ اعلم بالصواب**'' جان بوجھ کر نہیں لکھی بلکہ ہم موصوف سے یہ حسن ظن رکھتے ہیں کہ لکھنا بھول گئے ہیں۔

پنجم :.....حافظ ابوبکر صاحب نے اپنی تحریر کے آخر میں لکھا ہے: ''**ھذا ما عندی واللّٰہ اعلم باالصواب**'' موصوف نے ''**باالصواب**'' یعنی ''**با**'' کے بعد ''**الف**'' جو لکھا ہے کیا یہ عربی گرائمر کی رو سے درست ہے؟ جب کہ ہمارے علم کے مطابق عربی گرائمر کی رو سے درست اس طرح ہے۔

''**واللّٰہ اعلم بالصواب**''

اگر ہمیں غلطی لگی ہے تو ہماری اصلاح فرما دیں اور اگر موصوف کو غلطی لگی ہے تو اپنی اصلاح فرمالیں۔

ششم :.....موصوف نے اپنی تحریر میں لکھا ہے ''**الطبقات الکبیر**'' یہ نام اس طرح نہیں ہے بلکہ امام محمد بن سعد رحمہ اللہ کی کتاب کا نام ''**الطبقات الکبری**'' ہے اور اسے ''طبقات ابن سعد'' بھی کہا جاتا ہے۔ واللہ اعلم

ھفتم :.....موصوف نے اپنی تحریر میں ہمارے متعلق یہ لفظ ''غلطی'' کئی جگہ استعمال کیا ہے مثال کے طور پر موصوف لکھتے ہیں:

''خرم شہزاد صاحب نے کچھ غلطیاں کی ہیں.....الخ

اسی طرح محترم ابو المحبوب انور شاہ راشدی صاحب ایک تحریر

میں ہمارے متعلق لکھتے ہیں:

''ان صاحب نے یہاں تین غلطیاں کی ہیں، ہم اس کا جواب اور دیگر اعتراضات کا جواب ان شاء اللہ بہت جلد دیں گے۔''

دنیا میں ہم فرد واحد نہیں جس سے غلطی ہوئی ہے بلکہ بحیثیت انسان بڑے بڑے اہل علم سے اس قسم کی غلطیاں ہوئی ہیں۔ بطور ثبوت صرف تین (3) مثالیں پیش خدمت ہیں۔

مثال نمبر 1:

محدث العصر شیخ البانی رحمہ اللہ ایک حدیث کے متعلق لکھتے ہیں:

''فی ابوال الابل والألبانها شفاء للذربة بطونهم''

ضعيف جداً۔ رواه الطبرانی (1/185/3) عن ابن لهيعة: نا عبدالله بن هبيرة عن حنش عن ابن عباس مرفوعاً۔

قلت: وهذا اسناد ضعيف جداً۔ وفيه علتان: الأولى: حنش هذا اسمه الحسين بن قيس، وهو متروك كما قال الحافظ فی ''التقريب'' والأخرى: ابن لهيعة واسمه عبد الله وهو ضعيف۔ [1]

محدث العصر شیخ البانی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو ''سخت ضعیف'' کہا اور اس حدیث میں دو علتوں کا ذکر کیا۔

پہلی علت یہ کہ اس حدیث کی سند میں ''حنش'' راوی ہے اس کا نام حسین بن قیس

[1] سلسلة الاحاديث الضعيفة والموضوعة: 3/ 595، ح: 1406.

ہے اور وہ ''متروک'' ہے جیسا کہ حافظ (ابن حجر العسقلانی رحمہ اللہ) نے تقریب میں کہا ہے۔

دوسری علت یہ کہ اس حدیث کی سند میں ''**ابن لهيعة**'' راوی ہے اور اس کا نام عبداللہ (**ابن لهيعة**) ہے اور وہ ضعیف ہے۔

ہم محدث العصر شیخ البانی رحمہ اللہ کی بیان کردہ دوعلتوں میں سے صرف پہلی علت کا جائزہ پیش کر رہے ہیں، ملاحظہ فرمائیں۔

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کہتے ہیں:

((حدثنا ابن لهيعة، حدثنا عبد الله بن هبيرة، عن حنش بن عبدالله أن ابن عباس قال:قال رسول الله ﷺ:''ان فی أبوال الابل وألبانها شفاء للذربة بطونهم)) [1]

اس سے معلوم ہوا کہ محدث العصر شیخ البانی رحمہ اللہ سے ''**حنش**''راوی کے تعین میں غلطی ہوئی اور اسے ''**حسين بن قيس**''سمجھا حالانکہ وہ ''**حنش بن عبدالله**'' راوی ہے جیسا کہ مسند احمد کی درج بالا روایت میں مذکور ہے۔

راوی حسین بن قیس، ابوعلی الواسطی اور اس کا لقب ''حنش'' ہے (یہ راوی متروک الحدیث اور منکر الحدیث ہے) اور اس کے اساتذہ میں عطاء بن ابی رباح، عکرمہ مولی ابن عباس اور علباء بن أحمر کا ذکر ملتا ہے اور اس کے شاگردوں میں حصین بن نمیر، مستلم

---

[1] مسند أحمد : 1/ 293، اسناده ضعيف .

بن سعید، خالد الواسطی اور علی بن عاصم وغیرہم کا ذکر ملتا ہے۔ ❶ اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ اس کے اساتذہ میں سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نہیں اور نہ ہی اس کے شاگردوں میں عبداللہ بن ھبیرہ راوی ہے۔

راوی حسین بن قیس اس کا لقب ''حنش'' ہے۔ یہ راوی چھٹے طبقے کا ہے جس نے کسی صحابی سے روایت نہیں کیا۔ ❷ اگر مذکورہ حدیث میں حسین بن قیس ہوتا تو دو کے بجائے تین علتیں ہوتیں حالانکہ ایسا نہیں ہے وگرنہ تیسری علت انقطاع ہوتی۔

لہٰذا معلوم ہوا کہ مذکورہ حدیث میں راوی حنش بن عبداللہ ہے اور حنش بن عبداللہ کے اساتذہ میں سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ اور شاگردوں میں عبداللہ بن ھبیرہ کا ذکر ہے۔ نیز حنش بن عبداللہ راوی ''ثقہ'' ہے۔ ❸ اور یہ تیسرے طبقے کا راوی ہے۔ ❹ نیز صحیح مسلم اور سنن اربعہ کا راوی ہے۔

علاوہ ازیں عبداللہ بن ھبیرہ کے شاگردوں میں عبداللّٰہ بن لھیعة راوی کا ذکر ملتا ہے۔ ❺

---

❶ تهذيب التهذيب لابن حجر : 2/ 108 .

❷ تقريب التهذيب لابن حجر ، ص : 74 .

❸ الجرح والتعديل لابن أبى حاتم : 3/ 294، ت 1298، و تهذيب الكمال للمزى : 5/ 277، 278 .

❹ تقريب التهذيب لابن حجر ، ص : 192-

❺ الجرح والتعديل لابن ابى حاتم : 5/ 241، ت 900 .

محدث العصر شیخ البانی رحمہ اللہ کی اس غلطی کے متعلق موصوف کا کیا خیال ہے؟

مثال نمبر 2:

محدث العصر شیخ حافظ زبیر علی زئی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: مکتبہ دارالسلام نے راقم الحروف کی تحقیق سے بہت اعلیٰ معیار پر سنن ابی داؤد اور سنن ابن ماجہ (اردو میں) شائع کی ہیں۔ جزاهم الله خيرا۔

سنن ابی داؤد کی درج ذیل روایات کے بارے میں نظر ثانی، تحقیق جدید یا کمپوزر کی غلطیوں کی وجہ سے احکامات بدل گئے ہیں لہٰذا اپنے اپنے نسخے میں ان کی اصلاح کر لیں:

حدیث نمبر	سابق حکم	جدید حکم
:160	(اسنادہ ضعیف)	حسن
عطاء العامری	صحح لہ الحاکم والذہبی	(4/151، 152)
:357	(حسن)	سندہ ضعیف
:532	(حسن)	ضعیف لشذوذہ
:533	(حسن)	سندہ ضعیف

مسروح مجهول الحال، و ثقة ابن حبان وحده

825:	(صحیح)	ضعیف
ولید بن مسلم عنعن		
2116:	(صحیح)	سندہ ضعیف [1]

ہم نے طوالت کے خوف کی وجہ سے یہ مختصر لکھا ہے وگرنہ محدث العصر شیخ حافظ زبیر علی زئی رحمہ اللہ نے سنن ابن ماجہ سمیت تقریباً ''50'' روایات ذکر کی ہیں۔

مثال نمبر 3:

محقق العصر شیخ غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری حفظہ اللہ کا نام کسی تعارف کا محتاج نہیں لیکن شیخ غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری حفظہ اللہ سے ایک ایسی غلطی ہوئی ہے جو حافظ ابوبکر صاحب کے لیے بڑی تکلیف دہ ہے۔ ملاحظہ فرمائیں:

شیخ غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری حفظہ اللہ لکھتے ہیں:

''قربانی کے جانور کا خصی ہونا عیب نہیں ہے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود دو خصی مینڈھوں کی قربانی کی ہے۔'' (مسند الامام أحمد: 3/ 375، سنن ابی داؤد: 2795، سنن ابن ماجه: 3121، وسنده حسن)

امام ابن خزیمہ (2899) نے اس حدیث کو ''صحیح'' کہا ہے، ابن

---

[1] الحديث شماره نمبر 54 (نومبر 2008ء)، ص : 22.

اسحاق نے سماع کی تصریح کر رکھی ہے اور ابن خزیمہ نے راوی ابو عیاش کی توثیق کی ہے، ایک جماعت نے اس سے روایت کی ہے۔ ❶

اسی حدیث کے متعلق تقریباً پونے تین سال بعد شیخ مصطفیٰ ظہیر امن پوری حفظہ اللہ لکھتے ہیں: سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

((ذبح النبی ﷺ کبشین أقرنین أملحین مُوجاین))

(مسند الامام أحمد :3/375، سنن ابی داؤد :2795، سنن ابن ماجه :3121)

''نبی اکرم ﷺ نے دو سینگوں والے، چتکبرے اور خصی مینڈھے ذبح کیے۔''

تبصرہ:

اس کی سند ''ضعیف'' ہے اس میں محمد بن اسحاق راوی ''مدلس'' ہیں اور ''عن'' کے لفظ سے یہ روایت بیان کر رہے ہیں۔ خصی کے الفاظ کے ساتھ کہیں بھی سماع کی تصریح نہیں مل سکی۔ ❷

اعتراض نمبر 4: حافظ ابوبکر صاحب لکھتے ہیں:

ایسی بات بالکل نہیں ہے خرم صاحب، بلکہ شیخ البانی رحمہ اللہ کو سارا پتہ تھا کہ

---

❶ السنة شماره نمبر 02، (دسمبر 2008ء) ص : 31.

❷ السنة شماره نمبر 34 (اگست 2011ء)، ص : 23، 24.

ابوالاشھب جعفر بن حیان کون ہے۔ ابو الاشھب جعفر بن حارث کون ہے ابو الاشھب زیاد بن زاذان کون ہے۔ ایسی بات نہیں، شیخ البانی رحمہ اللہ کو اس کا علم نہیں تھا ان کا اجتہاد ہے (عن رجل من مزینة) سے، یہاں سے شیخ البانی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ رجل من مزینة سے میرے نزدیک بکر بن عبداللہ المزنی رحمہ اللہ ہیں جو کہ ابوالاشھب جعفر بن حیان کے استاد ہیں۔

اور ابو الاشھب جعفر بن حارث اور ابو الاشھب زیاد بن زاذان کے اساتذہ میں بکر بن عبداللہ المزنی نہیں ہیں لہٰذا اس ابو الاشھب سے مراد جعفر بن حیان ہیں اور دوسری بات یہ اجتہاد صرف شیخ البانی رحمہ اللہ کا نہیں بلکہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کا بھی ہے، انیس الساری فی تحقیق وتخریج الاحادیث التی ذکرھا الحافظ ابن حجر العسقلانی فی فتح الباری میں حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کا قول ہے

"ثم قال قلت وجدت لـه شاهداً مرسلا أخرجه ابن ابی شیبة فی الـمـصنف عن عبداللّٰه بن ادریس عن أبی الاشهب عن رجل (من مـزینة) بنحو روایة احمد فذکر المتن و ابو الاشهب اسمه جعفر بن حیان العطاردی"

اس سے پتہ چلا کہ شیخ البانی رحمہ اللہ اس سے لاعلم نہیں تھے کہ ابو الاشھب کس کس کی کنیت ہے جیسا کہ موصوف نے کہا ہم کہتے ہیں کہ ابو الاشھب کو جعفر بن حیان سمجھنا شیخ البانی رحمہ اللہ کی غلطی ہے خرم صاحب شیخ البانی رحمہ اللہ کا اجتہاد ہے (رجل من مزینة) سے مجھے لگتا ہے سمجھ آ گئی ہے۔

جواب نمبر 4:

موصوف کی درج بالا عبارت سے دو باتیں سامنے آئیں۔

1: ابو الاشھب کو جعفر بن حیان سمجھنا شیخ البانی رحمہ اللہ اور حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کا اجتہاد ہے۔

2: "رجل من مزينة" سے مراد شیخ البانی رحمہ اللہ کے نزدیک بکر بن عبداللہ المزنی ہے۔

ہم نے اپنی پہلی تحریر میں اس موضوع پر تفصیل سے لکھا تھا جس کا موصوف نے کوئی جواب نہیں دیا کیونکہ موصوف کے پاس ہمارے پیش کیے گئے دلائل کا جواب نہیں ہے لہٰذا وہ اس اصل موضوع کی طرف نہیں آئے ہم اپنے قارئین کرام کی یاد دہانی کے لیے وہی پہلے دلائل مزید اضافے کے ساتھ ذکر کر رہے ہیں تاکہ حق واضح ہو جائے۔ ان شاء اللہ

تفصیل ملاحظہ فرمائیں:

اول:..... حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ اور شیخ البانی رحمہ اللہ کے اجتہاد کی علمی دنیا میں کوئی حیثیت نہیں، کیونکہ دوسری طرف اس فن کے بانی اور علم الرجال وعلل کے ماہر، امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ، امام المحدثین امام بخاری رحمہ اللہ، امام ابو حاتم رازی رحمہ اللہ، امام مسلم رحمہ اللہ (صحیح مسلم کے مصنف) اور امام دارقطنی رحمہ اللہ ہیں۔

متاخرین محدثین حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ اور محدث العصر شیخ البانی رحمہ اللہ، ان دونوں اماموں کی دینی خدمات اور علمی مقام سے کسی کو انکار نہیں ہے لیکن متقدمین محدثین کے فیصلے کے سامنے متاخرین محدثین حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ اور شیخ البانی رحمہ اللہ کے اجتہاد یا کسی حدیث پر صحت کا حکم لگانا، اس کی کوئی حیثیت نہیں (ہم اس کی کئی مثالیں دے سکتے ہیں لیکن طوالت کے خوف کی وجہ سے ذکر نہیں کر رہے۔)

ہماری اس بات کی تائید یمن کے ایک محدث کے قول سے بھی ہوتی ہے ملاحظہ فرمائیں۔

متقدمین اور متاخرین میں فرق کے متعلق محدث العصر الشیخ مقبل بن ھادی رحمہ اللہ (المتوفی: 1422ھ) فرماتے ہیں:

''مجھے ایک ایسا شخص دکھائیں جو امام بخاری یا امام احمد بن حنبل کی طرح کا حافظہ رکھتا ہو یا اسے امام یحییٰ بن معین کی طرح علم رجال کی معرفت ہو یا اسے امام علی بن مدینی اور امام دارقطنی کی طرح علل حدیث کی معرفت ہو، بلکہ ان کے عشر عشیر کے برابر بھی موجودہ دور میں کوئی نہیں۔ لہٰذا متقدمین اور متاخرین میں بہت فرق ہے۔'' [1]

امید ہے ان شاء اللہ موصوف متقدمین محدثین اور متاخرین محدثین کے درمیان

[1] السنة شماره نمبر 29، ص 48.

فرق رکھیں گے۔

دوم:..... راوی کی تحقیق کرنے کا یہ مسلمہ اصول ہے کہ کسی راوی کا تعین کہ یہ وہی راوی ہے جس کی تلاش ہے، اس کا تعین اس راوی کے اساتذہ اور شاگردوں کو دیکھنے سے ہوتا ہے اور اس میں راوی کی کنیت اور نسبت بھی معاون ثابت ہوتی ہے، راوی کے تعین کے بعد راوی پر جرح و تعدیل دیکھی جاتی ہے کہ آیا راوی ثقہ ہے یا ضعیف، متروک ہے یا مجہول وغیرہ، لیکن موصوف نے اصول حدیث و اصول محدثین کی پاسداری نہیں کی اور اس کی ایک وجہ یہ بھی ہوسکتی ہے کہ موصوف کو علم الرجال و اصول حدیث کا علم نہیں ہے۔ واللہ اعلم

کس اصول کے تحت موصوف نے شیخ البانی رحمہ اللہ کے کہنے پر "رجل من مزینة" کو بکر بن عبداللہ المزنی راوی تسلیم کیا ہے؟ جب کہ علم الرجال وعلل حدیث کے ماہر امام، امام المحدثین امام بخاری رحمہ اللہ اور امام دارقطنی رحمہ اللہ وغیرہ "رجل من مزینة" کے واسطے کے بغیر "ابو الاشهب النخعی ان النبی ﷺ" مرسل ثابت کرتے ہیں۔ (تفصیل آگے آئے گی)

سوم: .....موصوف کی ذکر کردہ عبارت سے معلوم ہوا کہ زیاد بن زاذان کے اساتذہ میں بکر بن عبداللہ نہیں ہے لیکن جعفر بن حیان کے اساتذہ میں بکر بن عبداللہ ہے اور موصوف کہتے ہیں لہٰذا اس ابوالاشھب سے مراد جعفر بن حیان ہے۔

اس حقیقت سے پردہ اٹھانے سے پہلے کہ ابوالاشھب سے مراد کون سا راوی ہے؟ ہم موصوف کی ذکر کردہ طبقات ابن سعد اور مصنف ابن

ابی شیبۃ والی روایت سند ومتن کے ساتھ ذکر کر رہے ہیں تاکہ قارئین کرام کے علم میں آجائے کہ موصوف نے یہاں ڈنڈی ماری ہے۔

امام محمد بن سعد رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

((قال اخبرنا عمرو بن عاصم قال: حدثنا ابو الاشهب قال: سمعت بكر بن عبدالله يقول فى دعائه: اللّٰهم ارزقنا من فضلك رزقا تزيدنا به لك شكرا واليك فاقه وفقراء بك عمن سواك غناء وتعففا)) ❶

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

((حدثنا (عبد اللّٰه) ابن ادريس، عن ابى الاشهب، عن رجل من مزينة ان رسول اللّٰه ﷺ رأى على عمر رضی اللہ عنہ ثوباً غسيلاً..... يعطك اللّٰه قرة عين فى الدنيا والآخرة)) ❷

قارئین کرام! طبقات ابن سعد والی روایت کی سند ومتن اور مصنف ابن ابی شیبۃ والی روایت کی سند ومتن مختلف ہے۔

طبقات ابن سعد والی روایت میں راوی بکر بن عبداللہ المزنی کا اللہ تعالیٰ سے دعا کرنے کا ذکر ہے جب کہ مصنف ابن ابی شیبۃ میں اللہ

---

❶ طبقات ابن سعد : 7/ 211 .

❷ مصنف ابن ابی شیبة : 7/ 122 .

کے نبی ﷺ کی طرف منسوب حدیث میں آپ کا سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو دعا دینے کا ذکر ہے۔طبقات ابن سعد والی روایت کی سند میں راوی "ابو الاشھب" جو جعفر بن حیان ہے جیسا کہ موصوف نے بھی کہا ہے اور جعفر بن حیان کا استاد بکر بن عبداللہ المزنی ہے اور شاگرد عمرو بن عاصم (اور وکیع بن جراح وغیرہ بھی) ہے لیکن مصنف ابن ابی شیبۃ والی حدیث کی سند میں راوی ''ابو الاشھب'' (اس کا نام زیاد بن زاذان ہے) ایک مجہول شخص (یعنی رجل مزینة) سے روایت کر رہا ہے (اور بعض روایات میں ابو الاشھب ان النبی ﷺ ہے اور اسی کو محدثین نے صحیح (مرسل) کہا ہے تفصیل آگے آئے گی) اور ''ابو الاشھب'' راوی سے ان کا شاگرد عبداللہ بن ادریس روایت کر رہا ہے (اور دیگر کتب میں اسماعیل بن ابی خالد راوی بھی روایت کر رہا ہے)

جب کہ جعفر بن حیان کے شاگردوں میں عبداللہ بن ادریس اور اسماعیل بن ابی خالد کا ذکر کسی بھی حدیث کی کتب یا رجال کی کتب میں نہیں ہے لہٰذا موصوف دلیل کے ساتھ (متقدمین محدثین) سے جعفر بن حیان کے شاگردوں میں عبداللہ بن ادریس اور اسماعیل بن ابی خالد کا ذکر باحوالہ ثابت کریں اور ان شاء اللہ ثابت نہیں کر سکیں گے لہٰذا اپنی

اس غلطی سے رجوع کریں۔

چھـــــارم:.....اب ہم اس حقیقت سے پردہ اٹھاتے ہیں کہ راوی ''ابو الاشھب'' سے مراد کون سا راوی ہے؟ ہم وہ روایات جو مصنف ابن ابی شیبۃ والی روایت کے متن والی دیگر کتب میں مختصراً اور تفصیلاً آتی ہیں ان کا ذکر کر رہے ہیں تا کہ قارئین کرام پر حق واضح ہو جائے۔ ان شاء اللہ، مصنف ابن ابی شیبۃ والی روایت تو گزشتہ صفحہ پر آپ پڑھ آئے ہیں لہٰذا اس کے علاوہ دیگر کتب کی روایات ملاحظہ فرمائیں۔

امام المحدثین امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں؛

((حدثنی اسماعیل بن عرعرة قال:سمعت (عبد اللّٰه) ابـن ادریس، قال:ذهبت مع (اسماعیل) ابن ابی خالد الـی ابـی الاشهـب زیـاد بـن زاذان فـحـدث بحدیث عمر رضی اللہ عنہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قـال لـه:البـس جدیداً، وزیاد مولیٰ بنی هلال فخذ من النخعی الکوفی۔

وقال عبد الرزاق:عن سفیان، عن عاصم بن عبید اللّٰه، عـن سـالم، وعن معمر عن الزهری، عن سالم، انه قال لـعـمر:البس جدیداً۔ حدثنا ابو نعیم، عن سفیان، عن اسـمـاعیـل بـن أبـی خـالـد، عن أبـی الاشهـب عن

النبی ﷺ، وهذا مرسل لا يصح)) [1]

امام محمد بن سعد رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

((قال اخبرنا سفيان بن عيينة عن اسماعيل بن أبی خالد عن أبی الاشهب ان النبی ﷺ رأى على عمر رضی اللہ عنہ .....

البس جديداً و عش حميداً و توف شهيداً و ليحطك اللّٰه قرة عين الدنيا والآخرة۔

قال:اخبرنا عبداللّٰه بن ادريس قال:اخبرنا ابو الاشهب عن رجل من مزينة ان رسول اللّٰه ﷺ رأى على عمر رضی اللہ عنہ ثوبا..... البس جديداً وعش حميداً و توف شهيداً ويعطك اللّٰه قرة عين فی الدنيا والاخرة)) [2]

امام یعقوب بن سفیان رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

((حدثنا ابو نعيم و قبيصة قالا:ثنا سفيان عن

---

[1] التاريخ الصغير : 2/ 37، والتاريخ الاوسط : 2/ 32، 33 .

[2] طبقات ابن سعد : 3/ 329 .

اسماعيل بن أبى خالد، عن أبى الاشهب ان النبى ﷺ رأى على عمر رضی اللہ عنہ ثوباً، وقد سمع ابن ادريس من أبى الاشهب وهو شيخ كوفى واسمه جعفر بن الحارث النخعى وفيه ضعف)) [1]

امام دارقطنی رحمہ اللہ سے زیر بحث حدیث کے بارے میں سوال کیا گیا تو امام دارقطنی رحمہ اللہ نے فرمایا:

((عن ابى عمر الضرير عن القسملى عن اسماعيل بن أبى خالد عن قيس بن ابى حازم قال: رأى على عمر رضی اللہ عنہ جديداً فقال: لبست جديداً وعشت حميداً، وتوفيت شهيداً و يريك الله قرة عين فى الدنيا والآخرة۔

فقال حدثناه دعلج عن ابى الحسن احمد بن عبد الرحمن الهجرى عن ابى عمر كذلك

وهو وهم

والصواب عن اسماعيل بن أبى خالدعن أبى الاشهب

[1] المعرفة والتاريخ الفسوى : 3/ 273 .

النخعی مرسلاً عن النبی ﷺ)) [1]

اللہ تعالیٰ کی توفیق سے ذکر کردہ روایات سے تین اہم باتوں کا ثبوت ملتا ہے۔ ملاحظہ فرمائیں:

1: مصنف ابن ابی شیبۃ اور ہماری ذکر کردہ دیگر کتب کی روایات کی روشنی میں "البس جدیداً وعش حمیداً" والی روایت کا "ابو الاشهب" راوی "النخعی" اور "الکوفی" ہے یعنی یہ النخعی ہے اور کوفہ کا رہنے والا ہے۔

2: ابوالاشهب راوی سے اس روایت کو اس کے دو شاگرد عبداللہ بن ادریس اور اسماعیل بن أبی خالد بیان کر رہے ہیں۔

3: یہ روایت بعض کتب میں "ابو الاشهب ان النبی ﷺ" اور بعض کتب میں "ابو الاشهب عن رجل من مزينة ان النبی ﷺ" بیان ہوئی ہے۔ لیکن رجال وعلل کے ماہر محدثین نے "رجل من مزينة" کے واسطے کے بغیر "ابو الاشهب النخعی مرسلاً ان النبی ﷺ" کے مرسل ہونے کو صحیح کہا ہے جیسا کہ امام المحدثین امام بخاری رحمہ اللہ اور امام دارقطنی رحمہ اللہ کا

[1] العلل للدارقطنی : 220 .

قول گزشتہ صفحات پر گزر چکا ہے۔

جب کہ ابو الاشھب جعفر بن حیان ''العطاردی'' اور ''البصری'' ہے یعنی العطاردی ہے اور بصرہ کا رہنے والا ہے اور اس کے شاگردوں میں عبداللہ بن ادریس اور اسماعیل بن أبی خالد کا ذکر حدیث کی کتب اور کتب رجال میں نہیں ملتا۔

لہٰذا اللہ تعالیٰ کی توفیق سے ثابت ہوا کہ مصنف ابن ابی شیبۃ والی روایت میں بھی راوی ''ابو الاشھب النخعی الکوفی'' ہے اور اس کا نام زیاد بن زاذان ہے۔

علاوہ ازیں مرسل روایت جمہور محدثین کے نزدیک ضعیف ہوتی ہے جیسا کہ مختصراً تفصیل ہم اپنی پہلی تحریر میں ذکر کر چکے ہیں اور مفصل تفصیل کے لیے راقم کی کتاب ''اصول حدیث'' واصول تخریج:ص 123 تا 127''' پڑھے۔

اللہ تعالیٰ کی توفیق سے ہمارے پیش کردہ دلائل سے ثابت ہوا کہ ''ابو الاشھب النخعی الکوفی'' راوی ہے اور اس کا نام زیاد بن زاذان ہے اور اس سے ان کے دو شاگرد عبداللہ بن ادریس اور اسماعیل بن أبی خالد یہ روایت بیان کر رہے ہیں۔ اس بات کی مزید تائید درج ذیل رجال وعلل کے ماہر محدثین کے اقوال سے بھی ہوتی ہے ملاحظہ فرمائیں۔

1: امام المحدثین امام بخاری رحمہ اللہ نے اس روایت "البس جدیداً" کا ذکر "ابوالاشھب زیاد بن زاذان النخعی الکوفی" راوی کے ترجمہ میں کیا ہے۔ ❶

2: امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

((الحدیث الذی یروی اسماعیل بن أبی خالد عن أبی الاشھب، قد سمعه (عبد اللّٰه) ابن ادریس من أبی الاشھب نفسه"

قال لیحییٰ: ابو الاشھب کوفی؟

قال: نعم)) ❷

ایک اور مقام پر امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

((ابو الاشھب الکوفی، ھو جعفر بن الحارث یروی عنه محمد بن یزید الواسطی وغیره: لیس حدیثه بشئی۔ قال انسان لیحییٰ بن معین: فأبو الاشھب الذی یروی عنه اسماعیل بن أبی خالد؟

---

❶ التاریخ الکبیر للبخاری: 3/ 302، والتاریخ الصغیر: 2/ 37.

❷ تاریخ یحییٰ بن معین: 2/ 39، ت 3116.

قال:ليس هو هذا، ذاك انسان آخر، و قد سمعت من يسميه، وهو نخعي)) [1]

علاوہ ازیں امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

((اسم أبي الاشهب جعفر بن حيان، ابو الاشهب جعفر بن الحارث النخعي.....

أبو الاشهب زياد بن زاذان النخعي الكوفي من بني هلال روى عنه اسماعيل بن أبي خالد و عبدالله بن ادريس، ابو الاشهب الكوفي حدث عن علي بن ابي طالب مرسل)) [2]

3: امام ابوحاتم رازی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

((زياد بن زاذان مولى بن هلال، ابو الاشهب الاعور النخعي كوفي:روى عن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ مرسل، روى عنه اسماعيل بن أبي خالد، وعبد الله

---

[1] التاريخ ليحيى بن معين : 1/ 355، ت : 2384 .

[2] فتح الباب فى الكنى والالقاب لابن منده : 1/ 73 .

بن ادریس)) [1]

4: امام مسلم رحمہ اللہ (صحیح مسلم کے مصنف) فرماتے ہیں:

((ابـو الاشهب زياد بن زاذان، روى عنه اسماعيل بن أبى خالد)) [2]

5: متاخرین محدثین میں سے متساہل امام ابن حبان رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

((زيـاد بـن ابـى زاذان مـولى بن هلال فخذ من النخع عـداده فـى اهـل الـكوفة كنية ابو الاشهب يروى عن عمر رضی اللہ عنہ، روى عـنـه، عبد الله بن ادريس وهو الذى يقال له زياد بن زاذان)) [3]

6: متاخرین محدثین میں سے امام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

((زياد بن زاذان النخعى، ارسل، عن عمر رضی اللہ عنہ)) [4]

پنجم :.....ابوالاشھب زیاد بن زاذان النخعی الکوفی راوی کی توثیق اسماء الرجال کی کتب میں کسی بھی معتبر محدث سے نہیں ملتی۔ لہٰذا یہ راوی مجہول الحال ہے کیونکہ امام

[1] الجرح والتعديل لابن أبى حاتم : 3/ 481، ت : 4696 .

[2] كتاب الكنى والاسماء ، ص : 70، ت : 234 .

[3] كتاب الثقات لابن حبان : 2781 .

[4] المقتنى فى سرد الكنى للذهبى : 1/ 69، 447 .

المحدثین امام بخاری رحمہ اللہ نے اس راوی کا ذکر ''بغیر جرح وتعدیل'' کے کیا ہے۔ ❶

اور ایسا راوی مجہول ہی ہوتا ہے۔ اسی طرح امام ابن أبی حاتم رحمہ اللہ نے بھی اس راوی کا ذکر ''بغیر جرح وتعدیل'' کے کیا ہے۔ ❷ اور ایسا راوی مجہول ہی ہوتا ہے۔ جیسا کہ امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ کی وضاحت سے معلوم ہوتا ہے۔ ❸

لیکن اگر متقدمین محدثین میں سے کوئی ایک معتبر محدث اس راوی کی توثیق کر دے تو پھر قابل حجت ہے۔

امام المحدثین امام بخاری رحمہ اللہ اور امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ جس راوی پر سکوت کریں وہ راوی مجہول ہی ہوتا ہے تفصیل کے لیے راقم کی کتاب ''اصول حدیث و اصول تخریج'' ص 409 تا 412'' پڑھیں۔

اس راوی ابوالاشھب زیاد بن زاذان النخعی الکوفی کو صرف اور صرف متاخر و متساہل امام ابن حبان رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ''کتاب الثقات 2781'' میں ذکر کیا ہے اور اہل علم پر یہ بات مخفی نہیں کہ اکیلے متساہل امام ابن حیان رحمہ اللہ کی توثیق کی کوئی حیثیت نہیں ہے بلکہ اس راوی کی توثیق بھی نہیں کی، صرف ''کتاب الثقات'' میں ذکر کیا ہے۔ واللہ اعلم

شیخ البانی رحمہ اللہ ایک حدیث پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

ابن حبان اس راوی کی توثیق میں متساہل ہے اس لیے کہ وہ کثرت کے ساتھ مجہول راویوں کو ثقہ قرار دے دیتے ہیں یہاں تک کہ بعض ایسے رواۃ جن کے بارے

---

❶ التاريخ الكبير للبخاری : 2/ 302 .

❷ الجرح والتعديل لابن أبی حاتم : 3/ 481، ت : 4696 .

❸ الجرح والتعديل لابن أبی حاتم : 1/ 324 .

میں خود صراحت کرتے ہیں کہ ان رواۃ کا مجھے کچھ علم نہیں کہ وہ کون ہیں؟ اور نہ ان کے والد کا علم ہے کہ کون ہے؟ ان کی بھی توثیق کر دیتے ہیں.....الخ [1]

ہم نے امام ابن حبان رحمہ اللہ کا متساہل ہونے کے مفصل دلائل اپنی کتاب ''کتاب الضعفاء والمتروکین، ص 73 تا 87'' میں دیئے ہیں۔ جو تفصیل پڑھنا چاہیے وہ اس کا مطالعہ کریں۔

تنبیہ:

امام یعقوب بن سفیان رحمہ اللہ کا ''ابو الاشھب'' راوی کو جعفر بن حارث سمجھنا ان کی غلطی یا وہم ہے اس کا رد ہماری پہلی تحریر میں ذکر ہو چکا ہے لہٰذا وہی پڑھے، نیز جعفر بن حارث راوی جمہور محدثین کے نزدیک ضعیف ہے اس کی تفصیل آگے آئے گی۔ ان شاء اللہ

حاصل کلام:

ہمارے بھائی حافظ ابو بکر صاحب کی پیش کردہ مصنف ابن ابی شیبۃ والی روایت میں دو علّتیں ہیں ایک ابو الاشھب زیاد بن زاذان النخعی الکوفی راوی ''مجہول الحال'' ہے اور دوسرا روایت ''مرسل'' ہے اور مرسل روایت ضعیف ہوتی ہے جیسا کہ امام المحدثین امام بخاری رحمہ اللہ (اور امام دارقطنی رحمہ اللہ) کا اس روایت کے بارے میں قول آپ گزشتہ صفحات پر پڑھ چکے ہیں کہ امام المحدثین امام بخاری رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ روایت مرسل ہے، صحیح نہیں۔

---

[1] الاحاديث الضعيفة : 1/ 71، 72.

محدث العصر شیخ حافظ زبیر علی زئی رحمہ اللہ نے بھی مصنف ابن أبی شیبۃ والی اس روایت ''البس جدیداً و عش حمیداً'' کو ضعیف کہا ہے۔ ❶

والحمد للّٰہ، لہٰذا یہ شاہد ضعیف ہی ہے۔

تنبیہ:

متاخرین و متساہلین محدثین کا ہر قول جو متقدمین محدثین کے موافق ہوگا وہ قابل حجت ہوگا اور جو قول متقدمین محدثین کے مخالف ہوگا وہ نا قابل حجت ہوگا۔

اعتراض نمبر 5: حافظ ابوبکر صاحب لکھتے ہیں:

(خرم شہزاد) فرماتے ہیں ہمارے نزدیک جعفر بن حارث جمہور محدثین کے نزدیک ضعیف ہے اور پھر خرم صاحب نے اس انداز سے جرح کی جیسے ان کی توثیق امام ابوزرعہ کے علاوہ کسی نے نہیں کی۔ کہتے ہیں جمہور کے مطابق جو قول ہوگا وہی لیا جائے گا۔ حقیقت یہ ہے کہ ''ابو الاشھب جعفر بن حارث رحمہ اللہ ایسے راوی نہیں جن کی حدیث بیان نہ کی جائے یا لکھی نہ جائے، محدثین نے ان کی توثیق بھی کی ہے۔''

ملاحظہ فرمائیں:

((قال ابو زرعة لا باس به عندی (الجرح والتعدیل لابن أبی حاتم) جعفر بن الحارث ابو الاشهب الواسطی، یروی عن الاعمش والکوفیین روی عنه محمد بن یزید الواسطی، ثقة ثقة، (الثقات)

---

❶ انوار الصحیفة فی الاحادیث الضعیفة: ص 505.

الکامل فی الضعفاء میں عبداللہ بن عدی جرجانی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

((قال الشیخ: وجعفر بن الحارث قد روی عنه محمد بن یزید الواسطی بنسخة، وروی عنه یزید بن هارون، واسماعیل بن عیاش احادیثه صالحة، واحادیثه احادیث حسان، و أرجو انه لاباس به، وهو ممن یکتب حدیثه، ولم أجد فی أحادیثه حدیثا منکراً)) (جزء 2، صفحه نمبر 368)

امام بخاری رحمہ اللہ نے تاریخ الکبیر جلد 2 صفحہ نمبر 189 میں کہا ہے

((قال یزید بن هارون: کان ثقة صدوقا))

اکمال تہذیب الکمال میں امام حاکم کا قول ہے:

((وقال الحاکم فی تاریخ نیسابور جعفر بن الحارث بن جمیع بن عمرو بن الاشهب النخعی من اتباع التابعین ومن ثقات أئمة المسلمین))

وقال ابو حاتم ثقة ثقة حواله أیضا

اور بھی ثقہ کہنے والے ہیں جیسا کہ لسان المیزان میں ان کی ثقاہت پر اقوال موجود ہیں۔تو کیا یہ جمہور سے ہٹ کر ہیں ان کی توثیق وتضعیف میں اتنا اختلاف ہے کہ ابن شاہین رحمہ اللہ سے منسوب عبارت اکمال تہذیب الکمال میں جزء 2، صفحہ نمبر 209 میں ہے۔

((وذکره ابن شاهین فی جملة الضعفاء ثم اعاده ذکره فی

المختلف فيهم وقال ينبغي أن يتوقف في أمره حتى تجئي شهادة مرجعة لاحد جانبي توثيقة أو تجريحه مبينة لقول يحييٰ أو احمد بن حنبل))

خرم صاحب! آپ نے جمہور کہہ کر جان چھڑوالی حالانکہ جمہور میں ان کے صحت و ضعف میں اختلاف ہے۔ میرا مقصد جعفر بن حارث رحمہ اللہ کی توثیق وتضعیف بیان کرنا نہیں بلکہ خرم صاحب کی جمہور والی بات کی وضاحت کرنا تھا۔ باقی اتنی لمبی چوڑی تحریر لکھنے کا مقصد خرم صاحب کا شیخ البانی رحمہ اللہ کو غلطی پر کہنا کہ انہیں پتہ ہی نہیں کہ ابو الاشھب کون ہے اور علامہ مزی رحمہ اللہ کو غلطی پر کہنا اس کا رد اور ''جعفر بن حارث'' پر جرح کرنا اور صحت پر ایک آدھ قول مجہول ذکر کرنا اور باقی اقوال کو چھپا کر جمہور کہہ دینا اس کی وضاحت کرنا تھا۔'' باقی حدیث کے صحیح ضعیف ہونے کا جو مسئلہ ہے میں نے اس کی وضاحت ابتداء تحریر میں کر دی ہے مجھے لگتا ہے میرے بھائی خرم شہزاد کو سمجھ آ گئی ہوگی۔ شیخ البانی رحمہ اللہ اور امام مزی رحمہ اللہ کی غلطی کی۔

جواب نمبر 5:

موصوف کے اعتراض کی تفصیل پیش خدمت ہے۔

اول:..... ہم موصوف کی ذکر کردہ عبارت میں سے دو باتیں نکال کر قارئین کرام کے سامنے رکھ رہے ہیں اور قارئین کرام ان دو باتوں کو ذہن میں رکھ کر ہمارا جواب پڑھے تا کہ اصل حقیقت کو جان سکے اگر چہ ہم اللہ تعالیٰ کی توفیق سے موصوف کی مکمل عبارت کا جواب دیں گے ملاحظہ فرمائیں:

1: ''ابو الاشھب جعفر بن حارث رحمہ اللہ ایسے راوی نہیں جن کی حدیث بیان نہ کی جائے یا لکھی نہ جائے محدثین نے ان کی توثیق بھی کی ہے۔''

2: ''جعفر بن حارث پر جرح کرنا اور صحت پر ایک آدھ قول مجہول ذکر کرنا اور باقی اقوال کو چھپا کر جمہور کہہ دینا اس کی وضاحت کرنا تھا۔''

سب سے پہلے ہم جعفر بن حارث راوی کی توثیق ذکر کریں گے۔ اس کے بعد محدثین کی جرح ذکر کریں گے وضاحت پیش خدمت ہے۔

جعفر بن حارث کی توثیق:

1: امام ابو حاتم رازی رحمہ اللہ نے فرمایا: "شیخ لیس بحدیثه باس" ❶

2: امام ابو زرعہ رازی رحمہ اللہ نے فرمایا: "لا باس به عندی" ❷

3: امام یزید بن ھارون رحمہ اللہ نے فرمایا: "کان ثقة صدوقاً" ❸

4: امام ابن عدی رحمہ اللہ نے فرمایا: "أحادیث صالحة وأحادیثه أحادیث حسان وأرجو أنه لا باس به، وهو ممن یکتب حدیثه، ولم أجد فی أحادیثه حدیثاً منکراً" ❹

5: امام ابن حبان رحمہ اللہ نے فرمایا: "جعفر بن الحارث ابو الاشهب الواسطی یروی عن الاعمش والکوفیین روی عنه محمد بن

❶ الجرح والتعدیل لابن أبی حاتم: 2/ 406، ت: 1941.

❷ الجرح والتعدیل لابن أبی حاتم: 2/ 406، ت: 1941.

❸ التاریخ الکبیر للبخاری: 2/ 172، ت: 2151.

❹ الکامل فی ضعفاء الرجال لابن عدی: 2/ 369.

يزيد الواسطی ، ثقة ثقة" ❶

6: متاخر ومتساہل امام حاکم رحمہ اللہ نے فرمایا:

((جعفر بن الحارث بن جميع بن عمرو بن الاشهب النخعی من اتباع التابعين ومن ثقات أئمة المسلمين)) ❷

تنبیہ نمبر 1:

امام ابوزرعہ رازی رحمہ اللہ نے جعفر بن حارث کا ذکر "الضعفا" میں بھی کیا ہے اور اس کا ذکر آگے آئے گا نیز ہم نے امام ابو زرعہ رازی رحمہ اللہ کے متعلق ان کی توثیق وتضعیف کے بارے میں ذکر کیا تھا کہ جو جمہور محدثین کے موافق قول ہوگا وہی لیا جائے گا یا دونوں قول آپس میں ٹکرا کر ساقط ہو جائے گا۔

اسی طرح متساہل امام ابن حبان رحمہ اللہ نے جعفر بن حارث کا ذکر ''کتاب المجروحین من المحدثین والضعفاء والمتروکین'' میں بھی کیا ہے اور اس کا ذکر آگے آئے گا نیز شیخ البانی رحمہ اللہ نے متساہل امام ابن حبان رحمہ اللہ کی جعفر بن حارث (وغیرہ) کی توثیق وتضعیف کو امام ابن حبان رحمہ اللہ کے ''تناقض'' میں شمار کیا ہے۔ ❸ شیخ البانی رحمہ اللہ نے مفصل اور بڑی عمدہ بحث کی ہے، وہ بحث قابل مطالعہ ہے۔

علاوہ ازیں امام ذہبی رحمہ اللہ نے اصول بیان کیا ہے کہ جس راوی کو امام ابن حبان رحمہ اللہ ثقہ قرار دیں اور جرح بھی کریں تو امام ابن حبان رحمہ اللہ کے دونوں اقوال

❶ كتاب الثقات لابن حبان : 5/ 42، 7070 .

❷ لسان الميزان لابن حجر : 2/ 112 .

❸ سلسلة الاحاديث الضعيفة : حديث : 5455 .

ساقط ہوجاتے ہیں۔ ❶

تنبیہ نمبر 2:

متساہل امام حاکم رحمہ اللہ کی توثیق قابل حجت نہیں، تفصیل ملاحظہ فرمائیں: امام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"کأبی عیسی الترمذی، وأبی عبد اللّٰه الحاکم، وأبی بکر البیهقی، متساهلون۔

ابوعیسیٰ الترمذی، ابوعبداللہ الحاکم اور ابوبکر البیہقی متساہل تھے۔ ❷

امام محمد بن عبدالرحمٰن السخاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"وقسم منهم مقسمع کالترمذی، والحاکم"

اور ان میں سے ایک قسم متساہل تھی، مثلاً ترمذی اور حاکم۔ ❸

شیخ البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

امام ابن حبان کی طرح امام حاکم بھی متساہل ہیں یہ بات ان لوگوں (اہل علم) پر مخفی نہیں جو رجال اور تراجم کے فن سے گہرا رابطہ رکھتے ہیں.....الخ ❹

امام ذہبی رحمہ اللہ نے امام حاکم رحمہ اللہ کی تصنیف "مستدرک" میں ایک سو (100)

---

❶ میزان الاعتدال للذهبی : 2/ 552، ت : 4829.

❷ ذکر من یعتمد قوله فی الجرح والتعدیل للذهبی، ص : 159.

❸ المتکلمون فی الرجال للسخاوی، ص : 137.

❹ الاحادیث الضعیفة : 1/ 71، 72.

کے قریب موضوع (جھوٹی) روایات کی نشاندہی کی ہے۔ ❶ جن کو امام حاکم رحمہ اللہ نے صحیح کہا ہے یا سکوت کیا ہے۔ راقم کہتا ہے کہ ''مستدرک'' میں اس سے کہیں زیادہ من گھڑت روایات ہیں۔ واللہ اعلم

محدث العصر فضیلۃ الشیخ ارشاد الحق اثری حفظہ اللہ لکھتے ہیں:

جس طرح امام ابن حبان رحمہ اللہ توثیق میں متساہل ہیں، اسی طرح امام حاکم رحمہ اللہ بھی متساہل ہیں۔ ❷ مفصل تفصیل شیخ حفظہ اللہ کی کتاب میں پڑھیے۔

ہمارے ذکر کردہ دلائل سے چھ (6) محدثین میں سے تین (3) محدثین کی توثیق تو قابل حجت نہ رہی، باقی تین (3) کے مقابلے میں (16) جمہور محدثین کی تضعیف ہی قابل حجت ہے۔ تفصیل ملاحظہ فرمائیں۔

جعفر بن حارث پر جرح

1: امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''أبو الاشهب الكوفي، هو جعفر بن الحارث يروى عنه محمد بن يزيد الواسطي، وغيره

ليس حديثه بشئ''

(اس کی حدیث کی کوئی حیثیت نہیں)

---

❶ اختصار علوم الحديث لابن كثير ، ص : 21 .

❷ ضوابط الجرح والتعديل: ص، 32، 33، 34 .

ایک اور مقام پر امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"أبو الاشهب الكوفي، اسمه جعفر بن الحارث النخعي وليس هو بثقة" (اور یہ ثقہ نہیں) ❶

ایک دوسرے مقام پر امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"جعفر بن الحارث وهو ضعيف الحديث" (اور یہ ضعیف الحدیث ہے) ❷

2: امام المحدثین امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"جعفر بن الحارث الواسطي، أبو الاشهب عن منصور، منكر الحديث" ❸

"جعفر بن حارث منکر الحدیث ہے۔"

تنبیہ:

محدث العصر شیخ حافظ زبیر علی زئی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

جس راوی پر امام بخاری (رحمہ اللہ) نے منکر الحدیث کی جرح فرمائی، ان کے نزدیک اس سے روایت بیان کرنا حلال نہیں تھا۔ ❹

---

❶ التاريخ ليحيىٰ بن معين: 1/ 307، 355، ت: 1977، 2384.

❷ التاريخ ليحيىٰ بن معين: 2/ 259، ت: 4974.

❸ كتاب الضعفاء للبخاري: 48.

❹ أضو المصابيح في تحقيق مشكوة المصابيح، ص: 318، دیکھئے التاريخ الاوسط للبخاري: 2/ 107 اور ميزان الاعتدال: 1/ 6.

شیخ مفتی مبشر احمد ربانی حفظہ اللہ ایک حدیث کی بحث کے دوران فرماتے ہیں:

امام بخاری (رحمہ اللہ) جسے منکر الحدیث قرار دیں وہ انتہائی گرا ہوا راوی ہوتا ہے اس سے روایت لینا (امام) بخاری کے نزدیک حلال نہیں ہوتا۔ امام بخاری (رحمہ اللہ) فرماتے ہیں:

"کل من قلت فیه منکر الحدیث فلا تحل الروایة عنه" ❶

"ہر وہ آدمی جس کے متعلق میں "منکر الحدیث" کہوں اس سے روایت لینا حلال نہیں۔"

3: امام ابوزرعہ رازی رحمہ اللہ نے جعفر بن حارث کا ذکر "الضعفاء" میں کیا ہے۔ ❷

4: امام نسائی رحمہ اللہ نے فرمایا:

"جعفر بن الحارث، أبوالاشهب راوی ضعیف ہے۔" ❸

5: امام عقیلی رحمہ اللہ نے جعفر بن حارث کا ذکر "الضعفاء" میں کیا ہے۔ ❹

6: امام دولابی رحمہ اللہ نے فرمایا:

---

❶ آپ کے مسائل اور ان کا حل: 3/498، 499.

❷ كتاب الضعفاء لأبی زرعة : 2/ 605 .

❸ كتاب الضعفاء والمتروكين للنسائی : 109 .

❹ كتاب الضعفاء الكبير للعقيلی : 1/ 506 .

”أبو الاشهب جعفر بن الحارث :منكر الحديث، ليس بثقة“ ❶

”یہ منکر الحدیث ہے، ثقہ نہیں ہے۔“

7: امام ابن شاہین رحمہ اللہ نے جعفر بن حارث کا ذکر ”الضعفاء والکذابین“ میں کیا ہے۔ ❷

8: متساہل امام ابن حبان رحمہ اللہ نے فرمایا:

”جعفر بن الحارث أبو الاشهب“

أصله من الكوفة، سكن واسطاً، وكان مكفوفاً، يروى عن منصور و عاصم، وروى عنه محمد بن يزيد الواسطى ووكيع ويزيد، كان يخطىء فى الشئى، بعد الشئى، ولم يكثر خطوۂ حتى يصير من المجروحين فى الحقيقة ولكنه لايحتج به اذا انفرد“وهو من الثقات يقرب، وهو ممن أستخير اللّٰه فيه“ ❸

9: امام محمد بن طاہر بن علی بن احمد المقدسی رحمہ اللہ ایک حدیث ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

”جعفر بن الحارث ابو الاشهب الكوفى عن موسى بن ابى عائشة عن زيد الجزرى عن يزيد الرقاشى عن انس و جعفر هذا

---

❶ الكنى والاسماء للدولابى : 2/ 481 .

❷ اسماء الضعفاء والكذابين لابن شاهين : 91 .

❸ كتاب المجروحين لابن حبان : 1/ 250، 251 .

ضعيف الحديث منكر'' ❶

10: امام ابن الجوزی رحمہ اللہ نے جعفر بن حارث کا ذکر ''الضعفاء والمتروکین'' میں کیا ہے۔ ❷

11: امام ذہبی رحمہ اللہ ایک حدیث ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

''**فيه جعفر بن الحارث وهو واهٍ**'' ❸

''اس میں جعفر بن حارث ہے اور یہ ضعیف ہے۔''

12: حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ ایک حدیث ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

''جعفر بن حارث ضعیف ہے۔'' ❹

13: امام عبدالرحمٰن بن ابی بکر جلال الدین السیوطی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''جعفر بن حارث کچھ چیز نہیں۔'' ❺

14: امام نورالدین علی بن ابی بکر الھیثمی ایک حدیث ذکر کرنے کے بعد کہتے ہیں:

''اس میں ابوالاشھب جعفر بن حارث ہے اور یہ ضعیف ہے۔'' ❻

15: امام احمد بن ابی بکر بن اسماعیل البوصیری رحمہ اللہ ایک حدیث ذکر کرنے کے بعد

---

❶ ذخيرة الحفاظ : 2972 .

❷ الضعفاء والمتروكين للجوزى : 1/ 170 .

❸ تلخيص كتاب الموضوعات للذهبى : 1/ 83 .

❹ تغليق التعليق على صحيح البخارى : 3/ 162 .

❺ اللألى المصنوعة فى الاحاديث الموضوعة : 1/ 236 .

❻ مجمع الزوائد : 9/ 578 .

فرماتے ہیں:

"رواه احمد بن منيع بسند ضعيف لضعف ابى الاشهب واسمه جعفر بن الحارث الواسطى" ❶

16: امام شوکانی رحمہ اللہ ایک حدیث ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

''اس کی سند میں جعفر بن حارث ہے اور یہ کچھ چیز نہیں۔'' ❷

(...): امام ابواحمد الحاکم رحمہ اللہ نے فرمایا:

"ليس بالقوى عندهم" ❸

(...): "قال ابن الجارود فى كتاب "الضعفاء": ليس بثقة" ❹

''جعفر بن حارث ثقہ نہیں۔''

(...): ذہبی العصر العلامہ عبدالرحمٰن بن یحییٰ المعلمی الیمانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''جعفر بن حارث ابوالاشھب النخعی الکوفی راوی کچھ چیز نہیں۔'' ❺

(...): حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"صدوق كثير الخطاء..... الخ"

اس کا رد کرتے ہوئے الشیخ شعیب الارنووط اور الدکتور بشار عواد معروف

---

❶ اتحاف الخيرة المهرة : 7/ 177 .

❷ الفوائد المجموعة للشوكانى : 1/ 502 .

❸ تهذيب التهذيب لابن حجر : 1/ 561 .

❹ تهذيب التهذيب لابن حجر : 1/ 561 .

❺ النكت الجياد المنتخبة من كلام شيخ النقاد : 1/ 250 .

فرماتے ہیں:

''بل: ضعيف، فقد قال البخاری :منكر الحديث ..... الخ'' ❶

(...): امام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''محدثین نے اُبوالاشھب جعفر بن حارث کو''ضعیف'' کہا ہے۔'' ❷

(...): محدث العصر شیخ حافظ زبیر علی زئی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''جعفر بن حارث کو جمہور محدثین نے''ضعیف'' کہا ہے۔'' ❸

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ ابو الاشھب جعفر بن حارث راوی جمہور محدثین کے نزدیک ضعیف ہے۔ والحمد للہ

موصوف کا ہمارے متعلق یہ کہنا: ''باقی اقوال کو چھپا کر جمہور کہہ دینا اس کی وضاحت کرنا تھا'' اب موصوف کو''جمہور'' کی سمجھ آ گئی ہوگی اگر نہیں سمجھ آئی تو ''جمہور'' کے متعلق ایک اصول پیش خدمت ہے:

امام مسلم رحمہ اللہ (صحیح مسلم کے مصنف) فرماتے ہیں:

''فأما ما كان منها عن قوم هم عند أهل الحديث متهمون أو عند الأكثر منهم فلسنا نتشاغل بتخريج حديثهم..... الخ'' ❹

---

❶ تحرير تقريب التهذيب : 1/ 217 .

❷ المغنی فی الضعفاء للذهبی : 1/ 207، و ديوان الضعفاء والمتروكين للذهبی : 749 .

❸ تحفة الاقوياء فی تحقيق كتاب الضعفاء: ص 24 .

❹ مقدمه صحيح مسلم، ص : 21 .

''میں نے ایسے راویوں کی روایت نہیں لی جنہیں اہل حدیث (محدثین) نے متہم (مجروح) قرار دیا ہے یا اکثریت کے نزدیک وہ مجروح (ضعیف) ہیں۔''

ہم اس اصول کو مدنظر رکھتے ہوئے اسماء الرجال میں راویوں پر محدثین کے اختلاف کی صورت میں ہمیشہ جمہور محدثین کو ہی ترجیح دیتے ہیں۔الحمدللہ

تنبیہ نمبر 1:

ہم نے جعفر بن حارث پر محدثین کی جرح میں ''16'' کے بعد نمبر نگ نہیں دی وہ اس لیے کہ ایک تو وہ اہل علم ہمارے دور کے ہیں اور دوسرا ہمیں ان محدثین کے اقوال کی سند نہیں ملی (امام ذہبی رحمہ اللہ اور حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کے علاوہ) اگرچہ وہ متقدمین محدثین ہیں لیکن موصوف کے لیے قابل حجت ہیں کیونکہ موصوف ہمارے موقف متقدمین اور متاخرین ومتساہلین سے متفق نہیں ہیں۔ واللہ اعلم

تنبیہ نمبر 2:

امام ابو زرعہ رازی رحمہ اللہ اور امام ابن حبان رحمہ اللہ کو ہم نے جو جعفر بن حارث پر ''جرح'' کرنے والوں میں ذکر کیا ہے اس کی وضاحت گزشتہ صفحات پر گزر چکی ہے۔ لہٰذا وہی پڑھے اور ویسے بھی امام ابن حبان رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ''صحیح ابن حبان'' میں جعفر بن حارث سے ایک بھی حدیث نہیں لی۔

دوم:.....موصوف لکھتے ہیں:

''قال ابو حاتم ثقة ثقة حوالہ أیضا''

یہ ''ابو حاتم'' امام ابن حبان رحمہ اللہ ہی ہیں، موصوف سے اپنی عبارت میں دو بار ذکر

ہو گیا ہے ایک بار ''امام ابوزرعہ رحمہ اللہ'' کے قول کے بعد اور دوسری بار ''امام حاکم رحمہ اللہ'' کے قول کے بعد نیز ''ابو حاتم'' امام ابن حبان رحمہ اللہ کی کنیت ہے لہٰذا موصوف اپنی اس غلطی کی اصلاح فرمالیں۔

سوم:.....موصوف لکھتے ہیں:

''(جعفر بن حارث کو) اور بھی ثقہ کہنے والے ہیں جیسا کہ لسان المیز ان میں ان کی ثقاہت پر اقوال موجود ہیں۔''

ہم نے اللہ تعالیٰ کی توفیق سے ''توثیق'' اور ''جرح'' ذکر کر دی ہے اب موصوف اس بات کی'' اور بھی ثقہ کہنے والے ہیں۔'' دلیل کے ساتھ با حوالہ ثبوت دیں ہم جواب کے منتظر ہیں نیز گزشتہ صفحات پر ہم نے جو دلائل اللہ تعالیٰ کی توفیق سے ذکر کیے ہیں موصوف ان سب کے دلیل کے ساتھ اور حوالے کے ساتھ جواب دیں یا پھر اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے اپنی غلطی کو تسلیم کرتے ہوئے رجوع کریں۔

چھارم:.....موصوف لکھتے ہیں:

میری بھیجی ہوئی تحریر نقل کرتے ہوئے خرم شہزاد صاحب نے کچھ غلطیاں کی ہیں.....الخ

پھر موصوف ایک اور مقام پر لکھتے ہیں:

خرم صاحب نے شیخ البانی رحمہ اللہ کی کتاب سے عبارت نقل کی جس کے چند الفاظ کی تبدیلی سے شیخ البانی رحمہ اللہ بالکل بری ہیں یہ ان کی اپنی غلطیاں ہیں.....الخ

(حالانکہ یہ غلطیاں ہماری نہیں کمپوزر کی ہیں جیسا کہ ہم اپنی اس تحریر کے شروع

میں وضاحت کر چکے ہیں۔)

اسی طرح محترم ابو المحبوب سید انور شاہ راشدی صاحب ہمارے متعلق لکھتے ہیں:

''یاد رہے کہ موصوف کی کتاب میں یہاں مذکور روای کا درست نام "ربیح" حا کے ساتھ ہے، نہ کہ "ربیع "عین کے ساتھ۔

''عربیت سے نا آشنائی''

محترم شاہ صاحب کو اس بات کا بخوبی علم ہے کسی بھی مولف کی کتاب میں اس طرح کی غلطی کمپوزر کی ہوتی ہے، پتہ نہیں موصوف نے ہمارے متعلق یہ حسن ظن کیوں نہیں رکھا؟

لہٰذا یہ غلطی ہماری نہیں، کمپوزر کی ہے۔ہم اپنے ان احباب کے اس قسم کے ہر اعتراض کا جواب لکھیں گے ان شاء اللہ۔

ہماری طبیعت کافی عرصے سے ناساز ہے۔ ان شا اللہ جیسے ہی طبیعت مکمل طور پر صحیح ہوتی ہے۔ ہم اللہ تعالیٰ کی توفیق سے ان تمام اعتراضات کا جواب دیں گے۔

ہم اپنے قارئین کرام سے گزارش کرتے ہیں کہ ہمارے جوابات کے آنے تک کوئی فیصلہ نہ کریں اور انصاف کا تقاضا بھی یہی ہے کہ دونوں فریقین کے دلائل پڑھنے کے بعد فیصلہ کیا جائے۔

آج ہم ایک ایسی عظیم شخصیت کے بارے میں مختصراً تفصیل ذکر کر رہے ہیں ''جو

عربیت سے خوب آشنا تھے، اصول حدیث کے خوب ماہر تھے، محدث تھے، محقق تھے اور علم الرجال و حدیث کے خوب ماہر تھے۔ ان کی علمی خدمات اظہر من الشّمس ہیں لیکن اس عظیم شخصیت کی بڑی بڑی غلطیوں کو ہمارے یہ احباب ذکر نہیں کرتے اور ہماری معمولی سی غلطیوں کو پہاڑ بنا کر لوگوں کے سامنے پیش کرتے ہیں اور وہ عظیم شخصیت محقق العصر، محدث العصر شیخ محمد ناصر الدین البانی رحمہ اللہ ہیں۔

ہمیں اس موقع پر ان احباب کے اس طرز عمل پر ایک حدیث یاد آ گئی، ملاحظہ فرمائیں:

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ بنو مخزوم کی ایک عورت (فاطمہ بن اسود) نے چوری کی تو لوگوں نے کہا کہ اس کے متعلق نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کون بات کرے گا؟ آخر کسی کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے گفتگو کی جرأت نہ ہوئی پھر سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بات کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بنی اسرائیل کا یہی طریقہ تھا کہ جب ان میں سے کوئی معزز شخص چوری کرتا تو اس کو چھوڑ دیتے اور جب کوئی کمزور چوری کرتا تو اس کا ہاتھ کاٹ ڈالتے (سنو) اگر میری بیٹی فاطمہ (رضی اللہ عنہا) بھی چوری کرتی تو میں اس کا ہاتھ بھی کاٹ دیتا۔'' [1]

[1] صحیح البخاری : 3732، و صحیح مسلم : 1688 .

الغرض غلطی کوئی بھی کرے وہ غلطی ہی ہے، غلطی سے مبرا صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے اس لیے کہ اللہ ''سبحان'' ہے۔ بہرحال ہمیں تو ان احباب کے اس رویے سے یہی سمجھ آئی ہے کہ ہماری معمولی سی غلطی پہاڑ کے برابر اور محدث العصر شیخ البانی رحمہ اللہ کی پہاڑ جیسی غلطیاں بھی غلطیاں ہی نہیں۔ واللہ اعلم

بہرکیف شیخ البانی رحمہ اللہ سے بحیثیت انسان جو غلطیاں ہوئی ہیں جس سے مسلک اہل حدیث اور دین اسلام کو نقصان پہنچا ہے اور مزید پہنچنے کا اندیشہ ہے۔ اس کی مختصراً تفصیل ملاحظہ فرمائیں۔

1: شیخ البانی رحمہ اللہ کے نزدیک فرض نماز میں ''ترک رفع الیدین'' سنت ہے۔ (یعنی نماز میں ''رفع الیدین'' نہ کرنا بھی سنت ہے (کیونکہ شیخ البانی رحمہ اللہ نماز میں رفع الیدین کرنے کے بھی قائل ہیں) جیسا کہ انہوں نے سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ والی حدیث کو ''صحیح'' کہا ہے، حدیث ملاحظہ فرمائیں:

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

''کیا میں تمہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (کے طریقے کے موافق) نماز نہ پڑھاؤں، پھر انہوں نے نماز پڑھائی اور صرف پہلی بار ہاتھ اٹھائے۔'' [1]

(راقم کہتا ہے اصول حدیث و محدثین کی روشنی میں یہ حدیث ضعیف ہے۔)

2: شیخ البانی رحمہ اللہ کے نزدیک ''ہر تکبیر کے ساتھ رفع الیدین کرنا ''سنت'' ہے، انہوں نے اس حدیث کو ''صحیح'' کہا ہے۔ حدیث ملاحظہ فرمائیں۔

''سیدنا عمر بن قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

[1] صحيح سنن ترمذی للألبانی : 257 .

فرض نماز میں ہر تکبیر کے ساتھ رفع الیدین کرتے تھے۔'' ❶

(راقم کہتا ہے: اصول حدیث ومحدثین کی روشنی میں یہ حدیث ضعیف ہے۔)

3: شیخ البانی رحمہ اللہ کے نزدیک فرض نماز میں سجدے میں جاتے ہوئے اور سجدے سے سر اٹھاتے ہوئے ''رفع الیدین'' کرنا سنت ہے۔ ❷

(راقم کہتا ہے: اصول حدیث ومحدثین کی روشنی میں یہ حدیث ضعیف ہے)

4: شیخ البانی رحمہ اللہ عید کی نماز میں تکبیرات عیدین میں ''ترک رفع الیدین'' کے قائل تھے یعنی ان کے نزدیک نماز عیدین میں ہر تکبیر کے ساتھ ''رفع الیدین'' کرنا سنت سے ''ثابت'' نہیں۔ ❸

(راقم کہتا ہے: شیخ البانی رحمہ اللہ کی یہ بات غلط ہے، کیونکہ صحیح حدیث میں نماز عیدین میں ہر تکبیر کے ساتھ رفع الیدین کرنا ثابت ہے۔ الحمد للہ)

5: شیخ البانی رحمہ اللہ نماز جنازہ میں ''ترک رفع الیدین'' کے قائل تھے یعنی نماز جنازہ میں ہر تکبیر کے ساتھ ''رفع الیدین'' کرنا سنت سے ثابت نہیں، سوائے پہلی تکبیر کے۔ ❹

---

❶ صحيح سنن ابن ماجه للألبانی: 701، و فتاویٰ علميه المعروف توضيح الاحكام، ص: 403.

❷ صفة الصلاة للألبانی، ص: 140، 151، 154.

❸ ارواء الغليل للألبانی: 3/ 113، 114، و مقالات: 2/ 179.

❹ احكام الجنائز للألبانی، ص: 115، وفتاویٰ علميه المعروف توضيح الاحكام، ص: 530.

(راقم کہتا ہے: شیخ البانی رحمہ اللہ کی یہ بات غلط ہے، نماز جنازہ میں ہر تکبیر کے ساتھ ''رفع الیدین کرنا سنت'' سے ثابت ہے۔)

6: شیخ البانی رحمہ اللہ کے نزدیک جہری نمازوں (نماز فجر، نماز مغرب، نماز عشا) میں امام کے پیچھے مقتدیوں کو سورۃ فاتحہ نہیں پڑھنی چاہیے۔ ❶

(راقم کہتا ہے: شیخ البانی رحمہ اللہ کی یہ بات غلط ہے کیونکہ صحیح حدیث میں ہے کہ جو شخص امام کے پیچھے سورہ فاتحہ نہ پڑھے اس کی نماز نہیں ہوتی لہٰذا امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ پڑھنا لازم ہے۔)

7: شیخ البانی رحمہ اللہ کے نزدیک جس مقتدی نے (نماز میں) امام کے ساتھ رکوع پا لیا تو اس نے رکعت پا لی، انہوں نے اس حدیث کو ''صحیح'' کہا ہے۔ ❷

(راقم کہتا ہے: شیخ البانی رحمہ اللہ کی یہ بات غلط ہے۔ رکوع پانے سے رکعت نہیں ملتی جب تک مقتدی سورۃ فاتحہ نہ پڑھے اور شیخ البانی رحمہ اللہ کی پیش کردہ احادیث، اصول حدیث و محدثین کی روشنی میں ضعیف ہیں۔)

8: شیخ البانی رحمہ اللہ سے سوال کیا گیا کہ

''عورت کے چہرے کے پردے کا کیا حکم ہے؟''

اس کے جواب میں شیخ البانی رحمہ اللہ نے فرمایا:

''ہم صحابہ (کرام رضی اللہ عنہم) میں سے کسی کو نہیں جانتے کہ کسی نے اس کو واجب

---

❶ صفة الصلاة للألبانی، ص: 98، 99.

❷ ارواء الغلیل للألبانی: 2/ 260 تا 266.

قرار دیا ہو عورت پر، لیکن عورت کے لیے بہتر اور افضل یہ ہے کہ وہ اپنے چہرے کو ڈھانپیں۔ باقی وجوب کے حوالے سے ایسی کوئی دلیل شریعت میں ثابت نہیں ہے، تو کسی شخص کے لیے بھی جائز نہیں ہے کہ وہ اسے واجب قرار دے.....الخ''

مزید شیخ البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''عورتوں کے لیے افضل یہ ہے کہ وہ اپنے چہروں کو ڈھانپ رکھیں تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے جو کیا یہ اس کی افضلیت پر دلالت کرتا ہے وجوب پر دلالت نہیں کرتا۔ ابن مکتوم رضی اللہ عنہ کی جو حدیث ہے وہ ضعیف ہے اس میں ایک راوی مجہول ہے۔

اور ہم نے یہ بھی ثابت کر دیا ہے کہ جمہور علماء کا موقف یہ ہے کہ عورت کا چہرہ اور ہاتھ ستر میں شامل نہیں ہیں۔'' ❶

(راقم کہتا ہے: شیخ البانی رحمہ اللہ کی یہ بات غلط ہے، عورت کے لیے چہرے کا پردہ کرنا فرض ہے۔ واللہ اعلم)

9: شیخ البانی رحمہ اللہ کا اس حدیث کے مطابق موقف ہے: ''انبیاء کرام اپنی قبروں میں زندہ ہیں، نماز پڑھتے ہیں۔'' انہوں نے اس کی سند کو ''صحیح'' کہا ہے۔ ❷

(راقم کہتا ہے: شیخ البانی رحمہ اللہ کی یہ بات غلط ہے یہ حدیث اصول حدیث و محدثین کی روشنی میں ضعیف ہے۔)

---

❶ فتاویٰ البانیه، ص: 306، 309.

❷ سلسلة الاحاديث الصحيحة للألبانی: 2/ 187، ح: 621.

10: شیخ البانی رحمہ اللہ نے ''صحیح بخاری اور صحیح مسلم'' کی بعض احادیث کو ''ضعیف'' کہا ہے۔ ❶

(راقم کہتا ہے شیخ البانی رحمہ اللہ کی یہ بات غلط ہے، صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی تمام متصل مرفوع احادیث ''صحیح'' ہیں والحمدللہ)

11: شیخ البانی رحمہ اللہ نے ''صحیح بخاری اور صحیح مسلم'' میں بعض احادیث کے ''موضوع'' یعنی جھوٹی ہونے کا کہا ہے۔ ملاحظہ فرمائیں۔ محترم ابو المحبوب انور شاہ راشدی صاحب لکھتے ہیں: (واٹس ایپ کے ایک گروپ میں)

عدنان ابراہیم!

اس نے کہا ہے کہ علامہ البانی رحمہ اللہ ''آداب الزفاف'' کے مقدمے میں ابوالفیض غماری کی موافقت میں صحیحین (یعنی صحیح بخاری و صحیح مسلم) میں ''موضوع'' (یعنی جھوٹی) احادیث کے ہونے کا کہا ہے۔ اسی طرح ''مقدمہ تحقیق عقیدہ طحاوی'' میں بھی کہا ہے۔ ❷

12: محدث العصر شیخ حافظ زبیر علی زئی رحمہ اللہ شیخ البانی رحمہ اللہ کے متعلق

---

❶ ضعيف الجامع الصغير للألبانی: 1988، 2007، 4484، 6209، وغیرہ۔

❷ گروپ اسماء الرجال قواعد و تطبیقات، تاریخ 2018-02-20.

لکھتے ہیں:

شیخ البانی (رحمہ اللہ) اور طبقاتی تقسیم

شیخ محمد ناصر الدین الالبانی رحمہ اللہ کا تدلیس کے بارے میں عجیب وغریب موقف تھا۔ وہ سفیان ثوری اور اعمش وغیرہما کی معنعن روایات کو صحیح سمجھتے تھے، جبکہ حسن بصری (طبقۂ ثانیہ عند ابن حجر: 40/2) کی معنعن روایات کو ضعیف قرار دیتے تھے۔

مثلاً دیکھیے ارواء الغلیل (2/288 ح 505)

بلکہ شیخ البانی نے ابوقلابہ (عبداللہ بن زید الجرمی/طبقۂ اولیٰ عند ابن حجر 15/1) کی معنعن حدیث پر ہاتھ صاف کرلیا۔ البانی نے کہا:

اسناده ضعيف لعنعنة أبي قلابة وهو مذكور بالتدليس.....''

''اس کی سند ابوقلابہ کے عنعن کی وجہ سے ضعیف ہے اور وہ (ابوقلابہ) تدلیس کے ساتھ مذکور ہے.....۔''

(حاشيه صحيح ابن خزيمه ج 3 ص 268، تحت ح 2043)

حافظ ابن حجر نے حسن بن ذکوان (3/70) قتادہ (3/92) اور محمد بن عجلان (3/89)

وغیرہم کو طبقۂ ثالثہ میں ذکر کیا ہے جبکہ شیخ البانی ان لوگوں کی احادیث معنعنہ کو حسن یا صحیح کہنے سے ذرا بھی نہیں تھکتے تھے۔ دیکھیے صحیح ابی داؤد (1/ 33ح 8، سنن ابی داؤد بتحقیق الالبانی: 11، روایة الحسن بن ذکوان) الصحیحة (4/ 202 ح 1647، روایة قتادہ) اور الصحیحة (3/ 101ح 1110، روایة ابن عجلان)

معلوم ہوا کہ البانی صاحب کسی طبقاتی تقسیم مدلسین کے قائل نہیں تھے بلکہ وہ اپنی مرضی کے بعض مدلسین کی معنعن روایات کو صحیح اور مرضی کے خلاف بعض مدلسین (یا ابریاء من التدلیس) کی معنعن روایات کو ضعیف قرار دیتے تھے۔ اس سلسلے میں ان کا کوئی اصول یا قاعدہ نہیں تھا لہٰذا تدلیس کے مسئلے میں ان کی تحقیقات سے استدلال غلط و مردود ہے۔'' [1]

راقم کہتا ہے: اس کے علاوہ بھی شیخ البانی رحمہ اللہ سے کئی مسائل اور تحقیق وغیرہ میں غلطیاں ہوئی ہیں جس کی تفصیل کا یہ موقع محل نہیں اور نہ ہی ہمارا یہ موضوع ہے۔ بلکہ موصوف کو آئینہ دکھانا تھا کہ غلطیاں کس سے ہوئی ہیں اور کس نوعیت کی ہوئی ہیں۔ فیصلہ ہم قارئین کرام پر چھوڑتے ہیں۔ مسلک اہل حدیث کا مسلمہ اصول ہے کہ براہ راست قرآن و حدیث کی اتباع کی جائے۔ عقائد و احکام اصول و فروع کسی جگہ بھی رائے و قیاس سے کام نہ لیا جائے (لیکن بعض اہل حدیث رائے، قیاس اور منطق سے کام لیتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کی اصلاح فرمائے۔ آمین)

جب کہ بریلوی حنفی اور دیوبندی حنفی کے ہاں رائے و قیاس کو اہمیت حاصل ہے اور ابوحنیفہ کے مقلد ہیں۔

اہل حدیث محدثین کی علمی خدمات سے فائدہ اٹھاتے ہیں لیکن دلیل کی روشنی میں تقلید کسی کی بھی نہیں کرتے لیکن آج کل مسلک اہل حدیث کی ایک ایسی کھیپ تیار ہوچکی ہے جو شیخ البانی رحمہ اللہ کی تقلید کو واجب سمجھتی ہے اور جو کچھ شیخ البانی رحمہ اللہ نے لکھ

---

[1] مقالات : 317/3 .

دیا ہے ان کے نزدیک حرف آخر کی حیثیت سے من وعن قابل قبول ہے۔ ہم نے گذشتہ صفحات پر شیخ البانی رحمہ اللہ کی جن غلطیوں کی نشاندہی کی ہے، شیخ البانی رحمہ اللہ نے ان ضعیف احادیث کو غلطی سے یا اپنے من مانے اصول کے تحت ''صحیح'' کہہ کر بریلوی حنفیوں اور دیوبندی حنفیوں اور شیعہ لوگوں کو موقع فراہم کیا ہے کہ وہ مسلک اہل حدیث پر خنجر آزمائی کے لیے شیخ البانی رحمہ اللہ کے ان ذکر کردہ (غلط) مسائل کو ڈھال بنائیں۔ اسی طرح صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی بعض حدیثوں کو "سلسلة الاحاديث الضعيفة والموضوعة" میں درج کیا تو بعض کو ''ضعیف الجامع الصغیر'' میں، اسی طرح اپنی دوسری تصنیفات میں بھی ''صحیح بخاری اور صحیح مسلم'' کی بعض حدیثوں کو ضعیف قرار دے کر ''صحیح بخاری اور صحیح مسلم'' پر نقد وتنقید کا باب کھول کر جہلائے عصر کے لیے راہ ہموار کر دی اور بعض اندھی تقلید کے متوالے شیخ البانی رحمہ اللہ کے نزدیک احادیث صحیحہ جو کہ درحقیقت میں ضعیف احادیث ہیں، ان کی تاویل کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ نیز قرأت فاتحہ خلف الامام کے سلسلے میں شیخ البانی رحمہ اللہ کا مسلک اہل حدیث کے خلاف تھا (جیسا کہ گذشتہ صفحات پر گزر چکا ہے) اور بھی اس قسم کی باتیں شیخ البانی رحمہ اللہ میں تھیں، تصحیح وتضعیف کا اصول بھی شیخ البانی رحمہ اللہ کے نزدیک من مانا تھا۔ کوئی مسلمہ اصول نہیں تھا اور یہی وجہ ہے کہ کسی حدیث کو ایک جگہ ضعیف قرار دیا ہے تو دوسری جگہ اس کی تصحیح کر دی۔ کسی جگہ کسی راوی کو ثقہ قرار دیا ہے تو دوسری جگہ ضعیف اور اس کی بے شمار مثالیں شیخ البانی رحمہ اللہ کی کتب میں مل سکتی ہیں۔

بطور مثال ایک حدیث ملاحظہ فرمائیں:

امام المحدثین امام بخاری رحمہ اللہ نے ''صحیح بخاری'' میں ایک حدیث "انکم سترون ربکم عیانا" ❶ ذکر کی ہے۔

اس حدیث کو شیخ البانی رحمہ اللہ نے "فی ظلال الجنة فی تخریج السنة" میں ضعیف قرار دیا۔ ❷ اس بنا پر کہ اس کے ایک راوی ''ابو شہاب عبدربہ بن نافع الحناط الکوفی'' اس کے ذکر میں منفرد ہے اور شیخ البانی رحمہ اللہ کی یہ کتاب ''1400ھ'' میں چھپی۔ اس کے بعد شیخ البانی رحمہ اللہ نے اسی حدیث کو ''**سلسلة الاحادیث الصحیحة**'' کی جلد 6 میں حدیث 3056، ص: 155، 156'' کے تحت شاہد ملنے پر ''صحیح'' کہا ہے۔ جب کہ یہ کتاب شیخ البانی رحمہ اللہ کی وفات کے دو سال بعد ''1422ھ'' میں پہلی مرتبہ چھپی ہے۔ گویا ''22 سال یا 23 سال'' سے ان کے شاگرد اور مقلد اسی عقیدہ پر رہے کہ ''صحیح بخاری'' کی یہ حدیث ضعیف ہے اور ہوسکتا ہے کہ بعض اس دنیا سے اسی عقیدہ پر وفات پا چکے ہوں گے۔ واللہ اعلم

---

❶ صحیح بخاری : 7435 .

❷ ظلال الجنة فی تخریج السنة للألبانی : 461 .

شیخ البانی رحمہ اللہ حدیث کی خدمت کرتے ہوئے اس دنیا سے رخصت ہوئے۔ مقلدین کی ایک جماعت تیار کر دی جو ان کے خلاف کوئی بات سننا گوارا نہیں کرتی۔

شیخ البانی رحمہ اللہ وفات پا چکے، ان کا عمل ان کے ساتھ گیا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ان کی لغزشوں کو معاف فرمائے اور ان کے اعمال صالحہ کو قبول فرمائے اور ان کو اپنی آغوش رحمت میں جگہ دے۔ اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ (آمین ثم آمین)

آخری بات:

قارئین کرام! موصوف نے اپنی تحریر میں ہم پر ایک جھوٹ باندھا ہے، ملاحظہ فرمائیں: موصوف اپنی تحریر میں لکھتے ہیں:

حضرت ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غیر خصی مینڈھا ذبح کیا کرتے تھے۔ یہ روایت سنداً ضعیف ہے۔ خرم صاحب اس میں ایک تو حفص بن غیاث مدلس ہیں اور دوسری وجہ یہ ہے کہ ابوجعفر محمد بن علی کا سماع ہی ثابت نہیں۔ سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے اور آپ اس حدیث کو خود بھی ضعیف کہہ چکے ہیں۔ آپ کیسے کہتے ہیں کہ انڈل کی قربانی ہی سنت ہے۔

موصوف اپنی تحریر میں لکھتے ہیں:

نوٹ:..... جو میں نے اپنی پہلی تحریر میں دعویٰ کیا ہے کہ حضرت ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ کی روایت کو آپ نے خود بھی ضعیف کہا ہے۔ اگر آپ کو اپنے حدیث کے متعلق ضعیف کہنے کی دلیل کی ضرورت ہو تو وہ بھی میرے پاس بطور ثبوت موجود ہے۔

جواب:

اول:.....موصوف نے اپنی اس تحریر میں لکھا ہے:

''آپ (خرم شہزاد) اس حدیث کو خود بھی ضعیف کہہ چکے ہیں۔''

ہم نے اپنی کسی تحریر یا کتاب میں ''غیر خصی'' والی حدیث کو مطلق طور پر ضعیف نہیں کہا، لہٰذا موصوف نے یہ کذب بیانی کی ہے۔

بطور ثبوت دلیل ملاحظہ فرمائیں: ہماری کتاب ''کیا خصی جانور کی قربانی سنت ہے؟'' جنوری 2017ء میں شائع ہوئی، اس کتاب کے صفحہ ''36'' پر ہم نے ''غیر خصی'' والی حدیث ذکر کی اور اس پر حکم لگایا "اسناده حسن" [1]

اس کے بعد ہماری اگلی کتاب (انیس (19) مہینے بعد) ''عیدالاضحیٰ کے صحیح احکام و مسائل'' اگست 2018ء میں شائع ہوئی اس کتاب میں ہم نے یہی حدیث ''غیر خصّی'' والی ذکر کی اور اسی کتاب کے ''صفحہ 50'' پر ہم نے یہ حدیث ''غیر خصّی'' والی ذکر کرنے کے بعد نیچے حاشیہ میں اس حدیث پر حکم لگایا ہے:

"اسناده ضعيف" یہ سند ضعیف ہے۔ لیکن متن صحیح ہے۔ جیسا کہ دیگر صحیح احادیث سے ثابت ہے۔ [2] والحمدللہ

اللہ تعالیٰ کی توفیق سے ہم نے اپنی کسی بھی کتاب میں اس حدیث کو مطلق طور پر ضعیف نہیں کہا اس حدیث ''غیر خصّی'' کا متن ''صحیح'' ہے جیسا کہ ہم نے اپنی کتاب

---

[1] کیا خصی جانور کی قربانی سنت ہے؟، ص: 36. [2] عیدالاضحیٰ کے صحیح احکام و مسائل، ص: 50.

میں لکھا ہے اور ان شاء اللہ اس کے دلائل ہماری آنے والی کتاب

''خصّی جانور کی قربانی سنت نہیں۔''

(اضافہ شدہ جدید ایڈیشن)

میں ذکر کیے جائیں گے۔ ان شاء اللہ۔ اس کے علاوہ دیگر اعتراضات کا جواب بھی دیا جائے گا۔ ان شاء اللہ

لیکن موصوف سے باادب عرض ہے کہ آپ اصول حدیث وعلم الرجال کے متعلق کچھ بھی نہیں جانتے، اس لیے آپ نے ایسے ہی ''حفص بن غیاث'' کو مدلس کہہ دیا ہے لہٰذا آپ پہلے ''حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ'' محدث العصر شیخ البانی رحمہ اللہ اور دیگر کبار علماء کرام، مثلاً محدث العصر شیخ ارشاد الحق اثری حفظہ اللہ، شیخ حافظ شریف حفظہ اللہ، شیخ مفتی مبشر احمد ربانی حفظہ اللہ اور شیخ محمد خبیب احمد حفظہ اللہ وغیرہ کے ''اصولوں کو پڑھے پھر کوئی رائے قائم کریں۔''

لیکن میں ''حفص بن غیاث'' کو مدلس کہہ سکتا ہوں بلکہ اپنی کتاب ''کیا خصّی جانور کی قربانی سنت ہے؟'' میں کہا ہے۔ کیونکہ میں متقدمین محدثین کے اصولوں کا پابند ہوں اور دوغلی پالیسی نہیں اپناتا۔ مگر آپ تو شیخ البانی رحمہ اللہ کی طرح اپنے من مانے اصولوں کے پابند ہیں لہٰذا آپ مجھ سے جواب طلب کرنے سے پہلے اپنے اصول بتائے، خاص طور پر ''تدلیس'' کے بارے میں اپنا موقف بتائے، ورنہ آپ کی ادھر ادھر کی باتوں کی علمی دنیا میں کوئی حیثیت نہیں۔

دوم:.....موصوف نے اپنی تحریر میں یہ دعویٰ بھی کیا ہے کہ ''ابوجعفر محمد بن علی کا

سماع ثابت ہی نہیں ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے۔''

آپ اپنے اس دعویٰ پر کہ (ابوجعفر محمد بن علی کا سماع ثابت ہی نہیں ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ سے) متقدمین محدثین سے باحوالہ دلیل پیش کریں، اگر دلیل پیش نہیں کر سکتے اور ان شاء اللہ آپ دلیل پیش نہیں کر سکیں گے تو اپنی اس غلطی سے رجوع کریں۔

سوم: .....موصوف کے دوست صمصام صاحب نے ''اکتوبر 2017ء'' میں چار (4) احادیث کو ضعیف کہا تھا جب کہ وہ چار (4) احادیث اصول حدیث و محدثین کی روشنی میں اور شیخ البانی رحمہ اللہ اور حافظ زبیر علی زئی رحمہ اللہ وغیرہ نیز راقم کی تحقیق میں بھی ''صحیح'' ہیں، ہم نے اس کا جواب بھی ''نومبر 2017ء میں'' لکھا تھا ہمارے پاس اس بات کے بطور ثبوت چار (4) گواہ بھی موجود ہیں۔ الحمد للہ

مگر صمصام صاحب نے جواب نہیں دیا تھا لیکن موجودہ صورت حال کا علم نہیں کہ صمصام صاحب نے اپنے موقف سے رجوع کرتے ہوئے ''اللہ تعالیٰ سے توبہ'' کر لی ہے یا نہیں۔ واللہ اعلم

صمصام صاحب اور حافظ ابوبکر صاحب اس فن ''اصول حدیث و علم الرجال'' کے متعلق کچھ نہیں جانتے، اسی لیے ہم نے اپنی پہلی تحریر میں ان دونوں کو مشورہ دیا تھا کہ شیخ ابوسیف حفظہ اللہ کے پاس جا کر پانچ سال اس فن ''اصول حدیث و علم الرجال'' کو سیکھ لیں اور پھر پانچ سال مزید اس پر محنت کریں اور ان دس سالوں کے بعد اس فن ''علم الرجال'' کے میدان میں آئے لیکن ہمارے اس مشورے پر ان دونوں نے عمل نہیں

کیا۔ اللہ تعالیٰ ان کو اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

حافظ ابوبکر صاحب جب تک ہماری اس تحریر میں ''ذکر کردہ تمام دلائل کا جواب'' نہیں دیں گے ہمارے ذکر کردہ درج ذیل دو شعر ان پر حجت بن کر چسپاں رہیں گے۔ ان شاء اللہ

اللہ تعالیٰ ہم سب کو حق بات کو سمجھنے اور اس پر عمل کرنے اور دوسروں تک پہنچانے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین) اللہ تعالیٰ سے دعا ہے اللہ تعالیٰ ہم سب کو زندہ رکھے دین اسلام پر اور موت دے تو شہادت کی۔ (آمین یا رب العالمین)

کسی کو اپنے عمل کا حساب کیا دیتے
سوال سارے غلط تھے جواب کیا دیتے

.....

دلیل تھی نہ کوئی حوالہ تھا ان کے پاس
عجیب لوگ تھے بس اختلاف رکھتے تھے

.....

والسلام

خادم قرآن وسنت

ابو محمد خرم شہزاد

24 صفر المظفر 1441ھ 24 اکتوبر بروز جمعرات 2019ء

0334.8236973، 0346.4442421

فہرست مضامین

1- اعتراض نمبر 1 1

2- جواب نمبر 1 2

3- اعتراض نمبر 2 3

4- جواب نمبر 2 4

5- اعتراض نمبر 3 4

6- جواب نمبر 3 کی تفصیل 5

اوّل 5

دوم 6

سوم 6

چہارم 6

پنجم 7

ششم 7

ہفتم 7

مثال نمبر 1: شیخ البانی رحمہ اللہ 8

مثال نمبر 2: شیخ حافظ زبیر علی زئی رحمہ اللہ 11

مثال نمبر 3: شیخ غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری حفظہ اللہ 12

7- اعتراض نمبر 4 13
8- جواب نمبر 4 کی تفصیل 15
اول: حافظ ابن حجر رحمہ اللہ اور شیخ البانی رحمہ اللہ کا اجتہاد 15
دوم: راوی کی تحقیق کرنے کا مسلمہ اصول 17
سوم: طبقات ابن سعد اور مصنف ابن ابی شیبۃ والی روایت کا سند و متن کے ساتھ ذکر 17
چہارم: ابوالاشھب سے مراد کون سا راوی ہے؟ 20
پنجم: ابوالاشھب زیاد بن زاذان راوی مجہول الحال ہے 27
حاصل کلام 29
9- اعتراض نمبر 5 30
جواب نمبر 5 کی تفصیل 32
اوّل 32
جعفر بن حارث کی توثیق 33
جعفر بن حارث پر جرح 36
1- امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ 36
2- امام بخاری رحمہ اللہ 37
3- امام ابوزرعہ رازی رحمہ اللہ 38
4- امام نسائی رحمہ اللہ 38

5- امام عقیلی رحمہ اللہ 38
6- امام دولابی رحمہ اللہ 38
7- امام ابن شاہین رحمہ اللہ 39
8- متساہل امام ابن حبان رحمہ اللہ 39
9- امام محمد بن طاہر بن علی رحمہ اللہ 39
10- امام ابن الجوزی رحمہ اللہ 40
11- امام ذہبی رحمہ اللہ 40
12- حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ 40
13- امام عبدالرحمٰن بن ابی بکر رحمہ اللہ 40
14- امام نورالدین بن علی بن ابی بکر رحمہ اللہ 40
15- امام احمد بن ابی بکر بن اسماعیل رحمہ اللہ 40
16- امام شوکانی رحمہ اللہ 41
— امام ابواحمد الحاکم رحمہ اللہ 41
— امام ابن الجارود رحمہ اللہ 41
— علامہ عبدالرحمٰن بن یحییٰ رحمہ اللہ 41
— شیخ شعیب الارنووط رحمہ اللہ 41
— شیخ بشار عواد معروف 41
— شیخ حافظ زبیر علی زئی رحمہ اللہ 42

دوم 43
سوم 44
چہارم 44
10- کیا شیخ البانی رحمہ اللہ سے غلطیاں ہوئی ہیں؟ 46
11- شیخ البانی رحمہ اللہ کی غلطیوں کی نشاندہی 47
1- فرض نماز میں ترک رفع الیدین 47
2- فرض نماز میں ہر تکبیر کے ساتھ رفع الیدین..... 47
3- فرض نماز میں سجدے میں جاتے اور سر اٹھاتے وقت رفع الیدین 48
4- نماز عیدین کی تکبیرات میں ترک رفع الیدین 48
5- نمازِ جنازہ کی تکبیرات میں ترک رفع الیدین 48
6- جہری نمازوں میں مقتدی سورۃ فاتحہ نہ پڑھے 49
7- امام کے ساتھ مقتدی نے رکوع پالیا تو اس نے رکعت پالی..... 49
8- عورت کا چہرہ اور ہاتھ ستر میں شامل نہیں 49
9- انبیاء کرام اپنی قبروں میں زندہ ہیں 50
10- صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں بعض حدیثیں ضعیف ہیں..... 51
11- صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں بعض حدیثیں موضوع (جھوٹی) ہیں 51
12- شیخ البانی رحمہ اللہ اور طبقاتی تقسیم 52
13- شیخ البانی رحمہ اللہ نے صحیح بخاری کی ایک حدیث کو ضعیف کہا پھر 22 یا

23 سال بعد شاہد ملنے پر صحیح کہا..... 55
12- آخری بات کی تفصیل 56
اول..... 57
دوم 58
سوم 59
فہرست مضامین..... 61

☆.....☆.....☆